

لَا يَأْتِيهَا الرَّسُولُ بِلِّغٌ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ  
[الفرقان]

دعوی، اسلامی  
فکری اور تعلیمی مجلہ

# تبلیغ القرآن

پشاور دو ماہی

شمارہ 1

حبلہ 3

جنوری، فروری 2016ء ، ریج الول اثنی ۲۰۱۷ھ

گلزار

مولانا مفتی محمد ایازڈارانی

مولانا سید کفایت بخاری مولانا حشمت علی صافی

تیکے از مطبوعات جامعہ تبلیغ القرآن یوسف آباد پشاور

**مکالم ادارت**

پروفیسر راکنر محمد عمر  
پروفیسر راکنر دوست محمد خان  
مولانا راکنر اکرم الحق یا سین  
مولانا راکنر سراج الاسلام حسین  
امیرخیریہ میں محمد الیاس  
پروفیسر سید طاہر شاہ

**مکالم مشاورت**

مفتی ضیاء الحق  
جبار یوسف قلندر  
مولانا سعیج الدل  
مفتی محمد سین  
ابو شاقب حکیم احمد

**مکالم کتابت کا یہ**  
**محلہ "تبلیغ القرآن"**

جامعہ تبلیغ القرآن  
یونیورسٹی آئندہ ناک و پیغمبر پاکستان



ای میل

mujalla.jamiatq@gmail.com

ویب سائٹ

www.alshaat.com

پبلیشر: حشمت علی سانی  
پرمند: الحلم پیشگ سروز  
ترسلی انجمن  
قاری احتشام الحق  
0333-9393151

**فہرست مفہومیں**

3	از علاس طلاق اٹھ بیوی	تبلیغ اہلیان فی تفسیر القرآن	مسیدہ عربی
6	اے	بڑیں کی عزت	مسیدہ عربی
7	یا بت توئی یعنوان	کاش ایمرو قوم کچھ جائے۔	درستہ
10	مولانا نالہ سیف الدین حبیلی	تو جید ناص	درستہ
15	حتم خرمان، سچا لذتی	تو جوان اُنل کی "سیکر ایڈیشن"	درستہ
21	سید ارشاد انگلی اے (KIMS)	وات سے ترقی	قرآن و مردم
24	مولانا مفتی محمد یاد	سیرت انبیاء	سیرت محدث
35	مہرا نسمہ را	تمہارا اور زب و تقوی	تمہارا نسمہ
39	مولانا نامہ پل پاری	سیاست کیا ہے؟	تمہارا نامہ
46	پئے اور شیخ ازیم	کچھ کو شیطانی آلات سے بچائیں (اور خاری)	کو شد خوبیں
52	مولانا مفتی محمد ایاز صاحب	درود	کفردان
46	تم تی قاتب رہو گے اگر تم "مومن" ہو۔	مگر کیسے "مومن"؟	آئلہ اللّٰہ
57	انجمن ایس ایز اریڈی	چاہیدہ و مختصر شعبہ جات کے مولانا و مرگ میں	ایس ایز

جستی ۳۰، ۳۰ بی بی نر سالانہ — ۱۶۰، ۴

سالانہ در تعلیم و درمان عالیہ: ۲۰: ۵۰

پکی اکاؤنٹ نمبر: 012003200-8-0864:

پکی کوڈ: ۰۸۶۴: لیکن ایڈریشن پاکستان۔

راستے پاک:

+92(0)333-93 93 151 +92-91-22 45 300

# ضياء البيان في تفسير القرآن

صالح عطاء الله بن سليمان

## سورة البقرة (٩٦-٨٩)

وَلَكُمْ جَاءَهُمْ كِتَابٌ مِّنْ عِنْدِ اللَّهِ مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَهُمْ وَكَانُوا مِنْ قَبْلِ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ لَفَرَدُوا هُنَّا فَلَكُمْ جَاءَهُمْ مَا عَرَفُوا لَفَرَدُوا هُنَّا فَلَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكُفَّارِينَ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ أَنَّ يَكْفُرُوا يَهُودًا أَنَّ زَلَّ اللَّهُ بَعْدَهُمْ أَنَّ يَتَبَرَّأُوا إِنَّ اللَّهَ مِنَ الظَّالِمِينَ ۝ فَإِنَّمَا يَعْصِبُ عَلَى غَضَبٍ طَّوِيلٍ لِّلْكُفَّارِ عَذَابٌ شَدِيدٌ ۝ وَإِذَا قُتِلَ لَهُمْ أَمْوَالُهُمْ إِنَّمَا أَنَّ زَلَّ اللَّهُ قَاتِلُ الْمُؤْمِنِينَ ۝ إِنَّمَا أَنَّ زَلَّ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُونَ بِمَا وَرَأَءُوا هُنَّا وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ ۝ قُلْ فَإِنَّمَا يَقْتَلُونَ أَنْبِياءَ اللَّهِ مِنْ قَبْلٍ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ وَلَقَدْ جَاءَكُمْ مُّوْلَى بِالْبَيْتِ تُرْمَى الْخَدْمَةُ الْعِجْلُ مِنْ بَعْدِهِ وَأَنْتُمْ ظَلَمُونَ ۝ وَإِذَا أَخْذُنَا مِنْ شَاقِلَةِ وَرَفِعْنَاهُ فَوَقَلَمَ الظُّورَ خُدُوا مَا أَتَيْنَاكُمْ بِقُوَّةٍ وَآسْمَعُوا ۝ قَالُوا سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا وَأَشْرَيْنَا فِي قُلُوبِهِمُ الْعِجْلُ بِلَكْرِهِمْ ۝ قُلْ بِسْمِ يَامِرِكُمْ يَهُوا لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِينَ ۝ قُلْ إِنْ كَانَتْ لَكُمُ الدَّارُ الْآخِرَةُ عِنْدَ اللَّهِ خَالِصَةً ۝ قُلْ دُونِ النَّاسِ فَتَمَّوْا الْمُوتَ إِنْ كُنْتُمْ صَدِيقِنَ ۝ وَلَكُمْ يَتَمَّوْهُ أَبْدًا إِنَّمَا قَدْ مَتَ أَيْدِيهِمْ ۝ وَاللَّهُ عَلَيْهِ بِالظَّلَمِينَ ۝ وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَخْرَصُ النَّاسِ عَلَى حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوْمًا أَحَدُهُمْ لَوْ يَعْرِفُ الْفَسَنَةَ وَمَا هُوَ بِمُرْحِزِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَذَّبَ ۝ وَاللَّهُ بِحِصْرٍ بِمَا يَعْمَلُونَ ۝

ترجمہ:

- اور جب انکے یاں اللہ کی طرف سے وہ کتاب آئی جوان کے یاں موجود کتاب (تورات) کی تصدیق کرتی ہے، باوجود یہ اس کے آنے سے پہلے وہ کفار کے مقابلے میں فتح کی دعائیں مانگا کرتے تھے، لیکن جب ان کے یاں وہ چیز آگئی ہے وہ بیجان بھیکھتے۔ تو انہوں نے اس کا انکار کیا، پس انکار کرنے والوں پر اللہ کی لعنت ہے۔
- بہت بڑی ہے وہ حقیقت جس کے بدلتے انہوں نے اپنے آپ فروخت کر دیا، وہ ان کا کفر کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہونے والی چیز کے ساتھ، صرف اس ضد پر انکار کر رہے ہیں کہ اللہ نے اپنافضل اپنے جس بندے پر جاہا (کیوں) نازل

• فرمایا، چنانچہ یہ لوگ غضب بالائے غضب کے مستحی ہو گئے، اور کافروں کے لیے ذمیل کرنے والا عذاب ہے۔

• اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ اللہ نے نازل فرمایا ہے، اس پر ایمان لا تو جواب میں کہتے ہیں، ہم تو صرف اس چیز پر ایمان لاتے ہیں، جو ہم پر اتنا ری گئی، اور وہ اس کے سوا (دوسری آسمانی کتابوں) کے منکر ہیں، حالانکہ وہ بھی حق ہے اور ان کے پاس موجود کتاب کی تصدیق کرتی ہے۔ اچھا ان سے پوچھئے تو سہی کہ اگر تمہارا پہلی کتابوں پر ایمان تھا تو پھر تم نے پہلے انہیاء کو قتل کیوں کیا؟

• تمہارے ہاں موسیٰ واضح نشانیاں لے کر آئے تھے (پھر بجائے ایمان لانے کے) تم ایسے ظالم بنے کہ ان کے پیغام دیتے ہی پچھڑے کو معبود بنالیا۔

• اور وہ وقت بھی یاد کرو جب تم نے تم سے پختہ عہد لیا تھا اور طور کو تمہارے اوپر بلند کر دیا (ہم نے کہا) ہماری عطا کردہ چیز کو مضبوطی سے تھام لو اور کان لگا کر سنو! انہوں نے جواب میں کہا ہم نے سن لیا اور نافرمانی کی اور (حقیقت میں) ان کے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں پچھڑے کی محبت رج بس گئی تھی۔ آپ ان سے کہتے کہ اگر تم ایمان دار ہو تو تمہارا ایمان تمہیں کیسی بری باتوں کا حکم دے رہا ہے۔

• ان سے کہتے کہ اگر آخرت کا گھر اللہ کے ہاں اور لوگوں کو چھوڑ کر صرف تمہارے لیے ہے تو آتا پنی سچائی کے ثبوت کے لیے موت کی تمنا کرو۔

• لیکن اپنے کرتوقتوں کی وجہ سے وہ بھی موت کی آزو نہیں کریں گے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔

• اور یقیناً تم ان لوگوں کو سب لوگوں سے بڑھ کر دنیا کی زندگی کا حریص پاؤ گے، یہاں تک مشرکین (عرب) سے بھی زیادہ۔ ان میں سے ایک ایک شخص چاہتا ہے۔ کہ کاش ہزاروں برس کی عمر دی جائے، حالانکہ اس قدر جینا اسے عذاب سے بچانہیں سکتا، اور اللہ ان کے اعمال کو مجنوبی دیکھ رہا ہے۔

### تفسیر و تشریح:

وَلَمَّا جَاءَهُمْ كِتَبٌ مِّنْ عِنْدِنَا فَلُصِّدُقُ لَهُمْ مَعَهُمُ الْخَ

تمہارے بڑے تو انہیاء کی تنذیب کرتے رہے مگر تم نے خود میرے آخری پیغمبر ﷺ کے ساتھ کیسا سلوک کیا، کتاب سے مراد قرآن ہے اور یہ ستفتحون کا ایک معنی ہے کہ یہود مدنیہ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے پہلے دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ آخری نبی کو جلد بیچ تاکہ ہم اسکے ساتھ

# بڑوں کی عزت

ادارہ

عَنْ أَبِي عَبَّاسٍ التَّميميِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: لَيْسَ مِنَ الْمَأْمُونَ لَمْ يُؤْقِرِ الْكَبِيرَ وَيَذْهِمِ الصَّغِيرَ وَيَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَا عَنِ الْمُنْكَرِ۔ [احمد، ترمذی]

**ترجمہ:** سیدنا ابن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو بڑوں کی عزت نہ کرے، چھوٹوں پر شفقت نہ کرے، نیکیوں کا پر چارنہ کرے اور برائیوں سے نہ روکے۔“ **تشریح:** بڑوں کی توقیر و احترام اور چھوٹوں پر رحم و شفقت سماجی زندگی کا ایک بنیادی اصول ہے۔ جس سماج میں یہ بنیادی اصول مسلم اور جاری ہو گا، وہ صحیح قدر و احترام پر مستوار ہو گا۔ سماجی زندگی میں ہر شخص کے کچھ فرائض ہوتے ہیں اور کچھ حقوق، سماج میں کچھ بڑے ہوتے ہیں اور کچھ چھوٹے اور پھر ہر چھوٹا کسی کا بڑا ہوتا ہے، جس طرح ہر بڑا کسی کا چھوٹا ہوتا ہے۔ بڑے کا حق یہ ہے کہ سماج میں اس کی بڑائی اور عظمت تسلیم کی جائے، چھوٹے اس کو اپنانہ بڑا مان کر اس کا احترام و ادب کریں اور اس کا کہنا مانیں۔

چھوٹے کا حق یہ ہے کہ بڑے اس کو پیار دیں، اس کے ساتھ رحم و شفقت کا سلوک کریں، اور سماج کی خدمت کے لیے تیار کریں؟ اسی کے ساتھ اس کا فرض یہ ہے کہ وہ بڑوں کو اپنانہ بڑا مانے، ان کا ادب و احترام کرے اور کوئی ایسا راویہ اختیار نہ کرے جو بڑوں کے ادب و احترام کے خلاف ہو، ٹھیک اسی طرح بڑوں کا یہ فرض ہے کہ وہ چھوٹوں پر شفقت کریں، ان کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آئیں اور ان کے لیے اپنی سر پرستی میں آگے بڑھنے کے موقع فراہم کریں۔

جس سماج میں ہر ایک کو اس کا جائز مقام حاصل ہو، اس کی جائز فطری مانگ پوری ہو اور اس کے حقوق نشاط اور فراغی کے ساتھ ادا کیے جائیں، تو ایسے سماج کا ہر فرد اپنی زندگی میں سکون و اطمینان محسوس کرے گا اور پوری خوشی اور نشاط کے ساتھ اپنے فرائض ادا کرنے کی کوشش کرے گا چھوٹوں پر شفقت اور بڑوں کا احترام سماجی ڈھانچے کی تعمیر اور اٹھان اگر اس اہم ترین بنیادی اصول پر ہو تو سماج میں ادائے حق کا بھی گہرا احساس ہو گا اور ادائے فرض کا بھی اور حقوق و فرائض کی ادائیگی میں اسلامی سماج جنت کا نمونہ ثابت ہو گا۔ پھر جب سماج میں تسلسل کے ساتھ بھلاکیوں کو فروغ دینے اور برائیوں کو دبانے کا عمل بھی جاری و ساری ہو گا تو ایسے سماج کی بھلاکی اور پاکیزگی کا کوئی اندازہ کر سکتا ہے؟

یا لیت قوم یعلموں

## کاشش! میری قوم سمجھ جائے

مدرسہ

ملک اور معاشرے صرف کسی نظریے کی بنیاد پر ہی قائم رہ سکتے اور مستحکم ہو سکتے ہیں۔ چونکہ ہمارے ملک میں معاشرے کی رہنمائی عام طور پر سیاسی اور مذہبی قیادت کرتی ہے اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں نہ صرف یہ کہ سیاسی اور مذہبی قیادت اس ملک کو اس کی نظریاتی بنیادوں پر چلانے میں ناکام ہو گئی ہے۔ بلکہ اب حالات کا باکاظی یہاں تک آپنچا ہے کہ دونوں میں تصادم ہوتا نظر آ رہا ہے۔

معاشروں میں غریب اور امیر، مذہبی اور غیر مذہبی، آزاد خیال اور متشدد اور اسی طرح کے دوسرے تضادات ساتھ چلتے رہتے ہیں اور معاشرہ تغیر اور اصلاح کے عمل سے گزرتا رہتا ہے، لیکن اگر کوئی بیرونی دشمن اور بالادست قوت اس معاشرے کو توڑنا چاہے اور اسے مقابی لوگوں میں سے مقتدر طبقات اور موثر اداروں کے افراد کافی تعداد میں مل جائیں، جو اس کے اشارہ ابرو پر چلنے کے لیے تیار ہوں، تو اس معاشرے کا داخلی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو جانا یا خانہ جنگی میں مبتلا ہو کر تباہ ہو جانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔

پاکستانی معاشرے میں آج جو تقسیم ہمیں گھری ہوتی نظر آ رہی ہے اس میں حکومت اور ریاستی ادارے، سیکولر سیاسی جماعتیں، میڈیا اور رسول سوسائٹی کے سیکولر عناصر خصوصاً دانشور، صحافی اور این جی اوز ایک طرف ہیں اور ملک کے مذہبی عناصر، دینی سیاسی جماعتیں، علماء کرام، دینی مدارس، مساجد، مذہبی تحریکیں اور ان سب کے کارکن، ہمدرد اور حامی افراد دوسری طرف ہیں۔

خدا نخواستہ جس کا نتیجہ خانہ جنگی کی صورت میں نکلے گا اور دشمن توہینی چاہتا ہے بلکہ اسی کا انتظار کر رہا ہے کہ اس طرح کی خانہ جنگی شروع ہوتا کہ اسے پاکستان کے ایسی اثاثوں پر قبضے کا اور پاکستان کے حصے بجزے کر کے اسے توڑنے کا موقع ملے۔

ان دنوں سیاست داؤں اور بیورو کریکی کی کرپشن کے قصے ہر فرد کی زبان پر عام ہیں۔ قتل و غارت کی گری عام ہے۔ کئی لوگ بے روزگاری اور بھوک سے نگ آکر خودکشی کر رہے ہیں۔ ضمیر فروش دہشت گردوں کے گروہ ہر صوبے میں دندتار ہے ہیں۔۔۔۔۔ ملک کا عام صورت حال یہ بن گیا ہے بقول کے کہ:

ہمارے ملک کا عجیب صورت حال ہے۔ مولوی صاحبان لڑ رہے ہیں۔ جاہل دین سکھا رہے ہیں۔ پاپ اسٹار تبلیغ کر رہے ہیں۔ کھلاڑی سیاست کر رہے ہیں۔ ماذل سملنگ اور سملگر عرب کر رہے ہیں۔ فوج ملک چلا رہی ہے۔ سیاستدان کاروبار کر رہے ہیں اور عوام سورہ ہے ہیں۔ پتہ نہیں اس اندر ہیرے رات کی سحر کب ہو گی؟

غرض مادہ پرستی، بد اخلاقی، بد دینی، بے چینی، اضطراب اور بے سکونی کا ایک عفریت ہے جس نے افراد معاشرہ کو اپنے پیشوں میں جکڑ رکھا ہے۔ اور بد قسمتی یہ کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں جنہیں اس طوفان سے بچنے کا خیال ہے اور امت کو اس خوفناک بجران سے نکالنے کی تزپ جن کے اندر موجود ہے۔

ہمارے نزدیک اس بڑھتے ہوئے اخلاقی بجران کا سبب یہ ہے کہ اس معاشرے میں سارے کام ہو رہے ہیں لیکن جو کام نہیں ہو رہا وہ انسان سازی کا کام ہے، وہ مسلمان سازی کا کام ہے، وہ کردار سازی کا کام ہے۔ یہ کام تبھی ہو سکتا ہے جب دلوں میں ایمان کی آبیاری کی جائے، لوگوں کے دلوں میں آخرت کا خوف پیدا کیا جائے، رذائل اخلاق سے بچنے اور فضائل اخلاق پر عمل کرنے کی ان کی ٹھنڈے دل سے برسوں تربیت کی جائے۔

یہ کام درس گاہوں میں ہوتا ہے اور ذراائع ابلاغ کے ذریعے ہوتا ہے لیکن ہم نے ان دنوں اداروں کو تعمیر کی بجائے تخریب کی راہ پر لگا رکھا ہے۔ دونوں شعبوں پر اسلام اور مسلم دشمن مغربی فلر و تہذیب کارنگ غالب ہے۔ دشمن ان میں بگاٹ پیدا کرنے کے لیے کثیر سرمایہ کاری کر رہا ہے اور ترغیب و تہیب کا ہر ہتھنڈہ استعمال کر رہا ہے اور یہ سب کچھ وہ ہمارے ہاتھوں کر رہا ہے لیکن ہم بے حس اور خواب غفلت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔

حکومت اور فوج تو خود فریق ہے۔ علماء کرام اور دینی جماعتیں بھی فریق ہیں تو قوم کی رہنمائی

کون کرے گا اور اسے طوفانوں سے نکال کر ساحل پر کون پہنچائے گا؟ اور اگر کوئی شتر مرغ کی طرح سرریت میں دبا کریے سمجھتا ہے کہ کوئی طوفان نہیں آیا تو ہم اس کی عقل و فکر کی سلامتی کے لیے دعا ہی کر سکتے ہیں۔

اے وہ لوگو! جو ملت کا درد رکھتے ہو، جو اس کی کشتی کو ڈوبنے سے بچانا چاہتے ہو! اگر تم اصلاح احوال کے خواہاں ہو تو انسان سازی کی فلکیشیر یاں لگاؤ، کردار سازی کا کام کرو۔ آپ کو تعلیمی حکم یہ ہے، یہ پیغمبروں کی سنت ہے، یہ قوموں کی اصلاح و بگاڑ کا پیمانہ ہے۔ اگر یہ کام کرو گے تو اچھے انسان بنیں گے، اچھا معاشرہ بنے گا اور اچھی ریاست وجود میں آئے گی اور اگر یہ کام نہیں کرو گے تو تباہی تمہارا مقدر ہو گی۔ یہ بات سمجھنے کے لیے بقراط کی عقل کی ضرورت ہے نہ افلاطون کی فرست کی، قرآن حکیم کی ایک آیت ہی اس کے لیے کافی ہے۔ یا لیت قومی یعلمون یہ ہے وہ صورت حال جس سے ہم ڈر رہے ہیں کہ ہم جس کشتی میں سوار ہیں خدا نخواستہ اس میں چھیدنہ ہو جائے۔

الحمد للہ! پاکستان اسلام کے نام پر مسلمانوں کا وہ واحد ملک ہے جو ایک نظریے کے تحت معرض وجود میں آیا ہے۔ یہاں کروڑوں مسلمانوں کی جان و مال، ایمان اور عزت محفوظ ہے۔ یہ امت کی امنگوں کا محور اور امیدوں کا مرکز ہے۔ ہم خدا نخواستہ اس کو نقصان پہنچانہ نہیں دیکھ سکتے۔ فوری طور پر ہمیں نہیں سوچ جرہا کہ اس مسئلے کا حل کیا ہے اور قوم میں داخلی طور پر اتحاد، پیغمبیری اور استحکام کیسے پیدا کیا جاسکتا ہے؟ لہذا ہم اہل پاکستان کے سامنے سوال اٹھا رہے ہیں کہ کوئی ہے جو اس ملک کو بچا سکے؟ کوئی ہے جو اس معاشرے کو تقسیم در تقسیم اور خانہ جنگلی کی طرف بڑھنے سے روک سکے اور اسے تباہی سے بچا سکے؟ کوئی ہے جو اس ملک و ملت کی ڈوختی کشتی کو بچانے کے لیے سنجیدگی سے سوچھے اور کچھ کر کے دکھائے۔

### ﴿تخلیقی صلاحیت﴾

جو قوم دوسروں کی نقل پر اتر آتی ہے، وہ تخلیقی صلاحیتوں سے محروم ہو جاتی ہے، حالانکہ تخلیق کسی شخص کا قیمتی سرمایہ ہوتی ہے، جس کے ذریعے پوری دنیا کو مسخر کیا جاسکتا ہے

مولانا ناصر الدین سید اللہ رحمانی  
(ریسک انہدیۃ الاسلامی جمیر آپزادہ اعلیٰ)

## توحید خالص

اسلام اور دوسرے مذاہب کے درمیان جو عقیدہ خط امتاز کھینچتا ہے وہ توحید خالص کا عقیدہ ہے۔ ”توحید خالص“ سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے اعتبار سے بھی اکیلا ہے، نہ کوئی اس کا باب پر ہے اور نہ ماں، نہ بیوی اور نہ اولاد، نہ خاندان اور نہ کنبہ، اپنی صفات اور اختیارات میں بھی اللہ تعالیٰ کی ذات یکتا اور بے مثل ہے۔ حیات و موت رزق میں وسعت اور بیگنی، صحت اور بیماری، علم اور علم سے محروم کی تمام کنجیاں اس نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہیں، نہ کوئی طاقت کا دیوتا ہے، نہ کوئی تعلیم و رزق کی دیوی۔ توحید میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ حقوق ہیں جو اللہ تعالیٰ ہی کے ساتھ مخصوص ہیں، کوئی اور اس میں شریک و سہیم نہیں، عبادت اور بندگی اللہ ہی کی کرنی ہے، دعا اللہ ہی سے مانگنی ہے، اللہ ہی سجدہ کا مستحق ہے، حلال و حرام کرنے کی کلید اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے، نہ اور کسی کی پوچاجائز ہے، نہ سجدہ کرنا اور نہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑنا یعنی توحید ذات میں بھی ہے، ”صفات“ میں بھی اور ”حقوق“ میں بھی۔

اسلام کے علاوہ دنیا میں جتنے مذاہب ہیں یا تو صریحاً شرک کے دائی ہیں یا اگر توحید کے قائل ہیں تو بالواسطہ شرک میں مبتلا ہیں۔ کوئی خدا کے لیے اولاد کا قائل ہے، کوئی سمجھتا ہے کہ خدا نے بھی کائنات کے نظام کے لئے کامیبہ بنارکھی ہے اور اپنے اختیارات کو مختلف وزارتؤں کے حوالہ کر دیا ہے، کوئی زبان سے خدا کو ایک کہتا ہے، لیکن اپنی پیشانی مختلف چوکھوں پر جھکاتا ہے، خالص اور بے آمیز توحید اسلام کی خصوصیت ہے اور یہ انسانیت کے لیے بہت بڑی رحمت ہے، یہ توحید مختلف چوکھوں پر سرجھکانے اور در در ہاتھ پھیلانے سے نجات دیتی ہے، انسانی مساوات و بر ابری کا لیکن پیدا کرنی ہے، رنگ و نسل کی بیمار پر انسان اور انسان کے فرق کو مٹاتی ہے اور اسلام کی تمام تعلیمات کے لیے عنوان کا درجہ رکھتی ہے۔

قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ دنیا میں جتنے پیغمبر اور رسول آئے، ان سب کا اصل مشنی یہی دعوت توحید تھا، پیغمبر اسلام جناب محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین تھے اور ضرور تھا کہ آپ ﷺ کے ذریعہ تصویر توحید کو اس درجہ رائج کر دیا جائے کہ ہمیشہ کے لیے علمی اور استدلائی اعتبار سے قصور شرک مغلوب اور

مفتوح ہو جائے، آپ ﷺ نے اس دعوت کے لیے بے حد تکلیفیں اٹھائیں، گلیوں، کوچوں میں آبلہ پائی کی، چوٹیں کھائیں، پتھر کھائے، کڑوی کیلی برداشت کی، فاقہ مستیوں سے گزرے اور ہر طرح کی تکلیف اٹھاتے ہوئے ایک ایک شخص کی خوشامد کی کہ ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کا اقرار کرو اور کامیابی سے ہمکنار ہو۔ ”قُولُوا إِلَّا إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ تُفْلِحُوا۔“

اسلام سے پہلے عقیدہ شرک کو ایسا فکری غلبہ حاصل تھا کہ جو مذاہب توحید کی دعوت لے کر اٹھتے تھے، وہ بھی شرک سے اپنا دامن بچانہیں پاتے تھے۔ گوتم بدھ کی اصل تعلیم توحید ہی کی تھی، لیکن بتدریج بودھ مت ایک مشرکانہ مذہب بن گیا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ایک ڈیڑھ صدی کے اندر ہی عیسائیت مٹلیٹ کے سانچے میں ڈھل گئی، خود ہندو مذہب کے قدیم مآخذ کو دیکھا جائے تو ان میں بھی نمایاں طور پر توحید کی تعلیم ملتی ہے، لیکن اس وقت ہندو مت شاید ڈینیا میں مشرکانہ تصور کا سب سے بڑا نمائندہ ہے، جس کے پاس دیویوں اور دیوتاؤں کی اتنی بڑی فوج ہے کہ ان کا شمار کرنا بھی آسان نہیں۔ یہ اسلام کی انقلابی شان ہے کہ اس نے اس فکر کی کاپیلٹ کر کے رکھ دی اور عقیدہ توحید کو ایسا غالب کیا جو مشرک مذاہب تھے وہ بھی اپنے اندر توحید کے عناصر تلاش کرنے لگے، عیسائیت میں پروٹسٹنٹ فرقہ پیدا ہوا، جس نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ابن اللہ ہونے کا انکار کیا، ہندوؤں میں آریہ سماجی تحریک اٹھی جس کا مقصد مورتی پوچا کی مخالفت تھی، بہت سے مشرک مذاہب تودہ تھے جو اسلام کی آمد کے بعد ناپید ہو گئے، یا ان کا دائرہ اتنا محدود ہو گیا کہ ان کا شمار ناپید ہونے میں ہے۔

ہندوستان کی یہ خصوصیت رہی ہے کہ ہندو مذہب نے پہلے تدوسرے مذاہب کو بزور طاقت ملک بدر کرنے کی کوشش کی، بودھ مت اور جین مت اس کی مثال ہیں، لیکن جب یہ بات ممکن نہ ہو سکی تو اس نے دوسرے مذاہب کو اپنے اندر جذب کرنے کی تدبیر کی اور اس میں اس کو بڑی حد تک کامیابی بھی ہوئی، بودھ مت اور جین مت عملًا اس وقت ہندو مت ہی کی ایک شاخ ہے، یہی حال گروناک جی کے قائم کئے ہوئے ”سیکھ مت“ کا ہوا۔ اسلام کے ساتھ بھی ہندو مت نے اپنی اس تاریخ کو دہرانا چاہا، وحدت ادیان کا تصور اور اس تصور کے تحت ہندو تاریخ کی مشہور ”بھکتی تحریک“ ایسی ہی کوششوں کا حصہ ہے، بعد کو اکبر اور دارا شکوہ جیسے فرمائروں کے ذریعہ اس تحریک کی تقویت کا سامان کیا گیا، جس کو اور نگ زیب عالمگیر جیسے صاحب علم، صاحب دل اور بالغ نظر مدد بر نے ناکام کر دیا، جو اقبال کی زبان میں ”ترکش مارا خندگ آخرين“ کا

مصدق تھا۔

جو لوگ ہندوستان کو صرف ہندو مذہب کے زیر سایہ دیکھنا چاہتے ہیں، ان کے لیے یہ بات پریشانی کا باعث ہے کہ آخر صدیوں کی کوششوں کے باوجود مسلمان ہندو مذہب اور تہذیب میں کیوں ختم نہیں کئے جاسکے؟ اس لوہے کے پنے کو کس طرح پگھلایا جائے؟ اس کے لیے پہلے فرقہ وارانہ فسادات کا سلسلہ شروع کیا گیا کہ مسلمان تنگ آکر اسلامی تصورات اور اسلامی تہذیب کا دامن چھوڑ دیں، لیکن ان کا یہ خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا اور دنیا نے محسوس کیا کہ ایک مسلمان کے لیے اپنا آخری قطرہ خون دے دینا زیادہ آسان ہے، لیکن وہ اپنے مذہب اور دین سے دستبردار نہیں ہو سکتے، پھر مسلمانوں کے شخصی قانون کو نشانہ بنایا گیا کہ اگر یہ قوانین نہ رہیں تو مسلمان اور برادرانِ طن کے درمیان تہذیبی فاصلہ ختم ہو جائے گا اور شاید اس طرح وہ اس قوم کو اپنے ساتھ جذب کر لیں گے، لیکن ملتِ اسلامیہ ہند کی وحدت نے اس سازش کو بھی ناکام کیا۔

اس پس منظر میں فرقہ پرست عناصر نے محسوس کر لیا ہے کہ فکر و عمل کی اصل شہرگ تعلیم گاہیں ہیں، جب تک تعلیم گاہوں سے توحید اور شرک کی اس دوئی کو مٹایا جائے، یہ مقصد حاصل نہیں کیا جاسکتا، اسی تمازن میں ایک طرف دینی درسگاہوں کو بدنام کرنے کی مہم چلائی جا رہی ہے، جو ادارے حقیقی معنوں میں انسانیت کے علمبردار ہیں، ان کو دہشت گرد کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف سرکاری درسگاہوں کے نصاب تعلیم میں ایسی تبدیلی لائی جا رہی ہے کہ وہ عملًا ہندو مذہب (اور پاکستان میں مغرب) کا تعارف اور اس کی دعوت بن جائے اور دوسری قوموں میں کمتری اور محرومی کا احساس پیدا ہو، اس کے ساتھ ساتھ ”وندے ماترم“ اور ”سرسوئی وندنا“ پڑھنے کی تحریک شروع کی جا رہی ہے، وندے ماترم مشرکانہ لفظ ہے، جس میں زمین کو معبد کا درجہ دیا گیا ہے، یہ ایک ایسے قوم دشمن شخص کی لفظ ہے جو انگریزوں کی آمد پر خوشی مانتا ہے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کے درمیان نفرت کا شیج بوتاتا ہے، سرسوئی جی ہندوں بھائیوں کے یہاں تعلیم کی دیوی ہیں ”سرسوئی وندنا“ کا مطلب سرسوئی جی کی پوجا کرنا ہے، ان ناپاک تداہیر کا اصل مقصد نشانہ بھی ہے کہ مسلمان اور دوسری اقلیتوں کو ہندو مذہب اور تہذیب میں جذب کر لیا جائے، وہ شرک سے مانوس ہو جائیں اور توحید کے پاکیزہ تصور سے ہاتھ دھو بیٹھیں۔

حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں یا کسی اور قوم سے ان بالتوں کا مطالبہ درحقیقت اس بات کا مطالبہ ہے کہ وہ اپنے مذہبی اعتقادات اور تصورات سے سبکدوش ہو کر اکثریت کے مذہبی افکار کو قبول کر لیں، یہ بالواسطہ

تبدیلی مذہب کی سازش ہے، یہ محض قوی مسئلہ نہیں، بلکہ خالص مذہبی اور اعتقادی مسئلہ ہے اور مسلمانوں کے لیے مذہبی اعتبار سے گویا یہ موت و زیست کا مسئلہ ہے۔

یہ نہ صرف اقویٰ عقیدت کے ساتھ زیادتی ہے بلکہ ہمارے اس کثیر قوی ملک (بھارت) کے سیکولر کردار اور جمہوری اقدار کا بھی علاویہ قتل ہے، اس لیے یقیناً یہ ایسی بات ہے جو ہر محب و طن شہری کو ترپادے اور اس ملک سے پیار رکھنے والوں کو بے چین کر دے۔

اسلام میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ سب سے زیادہ مقدس مقامات ہیں، لیکن یہاں کی خاک بھی ان کے پیے لاٹ پر ستش نہیں، انہیاً کرام اور محمد رسول اللہ ﷺ ان کی نگاہ میں سب سے زیادہ برگزیدہ شخصیتیں ہیں، لیکن وہ ان کی ”وندنا“ اور ”بندگی“ کے بھی قائل نہیں، اس لیے وہ کیوں کراچیے مطالبات کو پورا کر سکتے ہیں! پھر مسلمانوں نے اس ملک پر کم و بیش ایک ہزار سال حکومت کی ہے، اگر انہوں نے عقیدہ و مذہب کے معاملہ میں جبر کا یہ راستہ اختیار کیا ہو تو توشیید یہاں اکثریت اور اقلیت کا مسئلہ نہیں ہوتا اور پورا برصغیر ایک مذہب اور ایک تہذیب کے رنگ میں رنگا ہوتا، لیکن مسلمانوں نے مذہب و عقیدہ، تہذیب و تمدن یہاں تک کہ زبان کے بارے میں بھی کبھی جبر و دباؤ کا راستہ اختیار نہیں کیا۔

ان حالات میں مسلمانوں کا فرض ہے کہ:

۱۔ وہ زیادہ بخی عصری درس گاہیں قائم کریں، تاکہ سرکاری درس گاہوں کی اس ”مذہبی دہشت گردی“ سے محفوظ رہ سکیں۔

۲۔ نصابِ تعلیم میں ہونے والی زہر آسود تبدیلیوں اور نئی تاریخ لکھنے کی کوشش کا پوری قوت سے مقابلہ کریں۔

۳۔ گاؤں گاؤں، قریہ قریہ دینی تعلیم کے جزء و قسم اور ہمہ وقت مرکز قائم کریں، اس بات کا نظم کریں کہ کوئی مسلمان پنجی دین کی بنیادی تعلیم سے نا آشنا رہے، نیز مسلمان اپنے زیر انتظام عصری درس گاہوں میں بنیادی دینی تعلیم کا اہتمام کریں اور طلبہ و طالبات کو اسلامی تہذیب سے قریب کریں۔

۴۔ دینی مدارس اس وقت ہمارے ملک میں اسلامی اقدار کی حفاظت اور اسلام کے خلاف فتنوں کی مدافعت کا سب سے بڑا مرکز ہیں، ان کو تقویت پہنچائیں اور ان پر کوئی آجنب نہ آنے دیں۔

۵۔ اپنے بچوں کے دلوں میں شرک کی نفرت بٹھائیں اور عقیدہ توحید کو ان کے دلوں میں خوب رائخ کریں۔

۶۔ نئی نسل کو مختلف طور پر مسلمانوں کی مذہبی، تہذیبی، علمی، ادبی اور سیاسی تاریخ سے روشناس کریں۔  
اسلام اور اہل اسلام کی سیگی اور حقیقت پر مبنی تاریخ انہیں پڑھائیں تاکہ مسلمان بچے احساس کمتری میں  
متلاش ہوں اور وہ یہ کہنے کے موقف میں ہوں کہ ہم نے اسی ملک کو لوٹا انہیں بلکہ اس ملک کو سنوارا ہے  
اور اس کو بہت کچھ دیا ہے۔

۷۔ برادران و طن میں تعلیم یافتہ، سخیدہ اور سادہ ذہن لوگوں کو انفرادی اور اجتماعی اور تقریری و تحریری  
طور پر بتائیں کہ ان سے اور اس جیسی باتوں کا مطالبه کرنا گویا ان سے اپنے دین و مذہب سے سبد و شہادت  
ہو جانے کا مطالبہ ہے۔

اگر ہم نے اس وقت اس جانب توجہ نہیں دی تو نہ معلوم مستقبل کا نقشہ کیا ہو گا؟؟؟ کہ  
گوشہ امن نہیں آج بھی بلبل کو نصیب  
جسم صیاد بہر سو نگراں آج بھی ہے (راہ عمل)



## گلستانہ احادیث (الدروس الیومیہ من الاحادیث النبویة)

تألیف: شیخ القرآن والحدیث مفتی محمد مسلم نسٹوی صاحب

ضخامت: 634 صفحات

مطبع: مکتبہ روضۃ الاسلام نستہ چار سدہ

اس کتاب میں 365 دروس ہیں، اور ہر درس میں پانچ احادیث ہیں، جس میں روایات کو زندگی کے تمام  
شعبہ جات کے متعلق نقل کر کے عنوان کے ساتھ ترجمہ اور مختصر تشریح کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں۔ یہ  
کتاب ان حضرات کے لیے بھی مفید ہے جو روزانہ درس قرآن کے ساتھ احادیث کا درس دینا چاہتے ہیں۔  
نیز کتاب سکولز، کالجز، مساجد اور گھروں میں احادیث کی تعلیم کے لیے نہایت مفید مجموعہ ہے۔

برائے رابطہ: مکتبہ روضۃ الاسلام نستہ چار سدہ۔ 0300.5893892

## نوجوان نسل کی "سیکولرائزیشن"

شمع ظفرخان، سعید اللہ حسین

پاکستان بجا طور پر اپنی تاریخ کے اہم ترین دور سے گزر رہا ہے، جس میں بہت سے عوامل شامل ہیں۔ ان میں خاص طور پر نوجوانوں کی اکثریت پر مشتمل آبادی بھی ہے۔ رائے عامہ کے جائزوں اور میں الاقوامی اداروں کی روپرتوں کے مطابق پاکستان کی آبادی میں نوجوانوں کا حصہ ۲۰۳۵ء تک "یونگستان" یا "جوانتان" ۶۲ سے بھی زیادہ ہے۔ ماہرین کا خیال ہے کہ پاکستان ۲۰۳۵ء تک "یونگستان" یا "جوانتان" رہے گا۔

نوجوانوں پر مشتمل آبادی، جہاں پاکستان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے، وہیں ایک چیز بھی۔ امکانات پر مشتمل مستقبل بھی سامنے ہے اور فکرمندی کے کئی پہلو بھی۔ اصل چیز نوجوانوں کی اس بڑی تعداد کو پاکستان اور اسلام کے ساتھ جوڑے رکھنا ہے۔ پس ماندگی، کم علمی، مایوسی، بے روزگاری، بے عملی، دین سے ڈوری، دہشت گردی، بے سمت زندگی اور کسی نظریاتی تحریک کا نخلی سطح پر رہنمائی اور مشاورت کا مضبوط و وسیع نیٹ ورک نہ ہونا ہر دردمند دل کو پریشان کیے ہوئے ہے۔

پاکستان کے نوجوان، مغرب کا خاص ہدف ہیں۔ مغربی ادارے، این جی او اور سفارت خانے ان نوجوانوں کے بارے میں مسلسل تحقیق اور جتجو میں لگے ہوئے ہیں۔ ان کی کوشش ہے کہ کسی طرح آبادی کا یہ حصہ "سیکولر" (بے دین یا دین سے لاپروا) اور "بلرل" یعنی اخلاق و اقدار سے آزاد اور مادر پدر آزادی کا خوگر ہو جائے۔ پھر مزید آگے بڑھ کر مغربی تہذیب کے ایجنسیز کے اپنے معاشرے میں نفاذ کے عمل میں شامل ہو جائے۔ اس کام کے لیے کچھ اندازوں کے مطابق اربوں روپے سے "کوششوں" کا آغاز ہو چکا ہے۔ پاکستان میں نوجوانوں کی اس "ذہنی تطہیر" کے لیے جو ادارے کام کر رہے ہیں، ان میں یو ایڈ، برٹش کوئسل، جرمن، یورپی یونین، فرانس اور اٹلی کے ادارے خاص طور پر نمایاں ہیں۔ یہ ادارے جان دار منسوبہ بندی، کارگر

حکمت عملی، دیرپا اور تسلل سے کام اور ایکسیں صدی کے تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے نوجوانوں کی بہت بڑی تعداد تک پہنچنے میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ یہ عموماً غیر سیاسی اور غیر مذہبی لبادہ اور وہ لیتے ہیں۔ معاشرتی سدھار اور علاج معالجے میں مدد کی فرائیں کا بینر قائم لیتے ہیں۔

**برٹش کونسل کا مطالعہ اور نتائج:**

ان منصوبوں پر کام کرنے والوں میں، برٹش کونسل بھی شامل ہے، جس نے ۲۰۰۹ء میں پاکستان کے نوجوانوں کے حالات جانچنے کے لیے ایک سروے کروایا تھا۔ اس سروے کے نتائج سے پاکستانی نوجوانوں کے بارے میں درج ذیل نتائج واضح طور پر سامنے آئے ہیں:

۱۔ پاکستان کے نوجوان کچھ کرنا چاہتے ہیں،  
 ۲۔ وہ اپنے ملک سے محبت رکھتے ہیں،

۳۔ وہ آگے بڑھنا اور کچھ کرنا تو چاہتے ہیں، مگر انھیں رہنمائی کرنے والے نہیں لئے،  
 ۴۔ وہ مختلف مہار تیں (skills) سیکھنا چاہتے ہیں، لیکن رہنمائی اور مناسب تربیت کے لیے ادارے موجود نہیں،

۵۔ وہ اپنی شخصی تربیت اور اچھی نشوونما سے دل چسپی رکھتے ہیں،

۶۔ وہ معاشرے کی بہبود (بھلانی اور رفاه عام) پر یقین رکھتے ہیں۔

ان نتائج کو سامنے رکھتے ہوئے برٹش کونسل نے پاکستان بھر سے ۱۰۰ اماںہرین پر مشتمل مختلف کمیٹیاں بنائیں اور ان سے پاکستانی نوجوانوں میں اثر و نفوذ کے لیے تجاویز طلب کیں۔ ان مہرین کی تجاویز پر برٹش کونسل نے ایک پروگرام ترتیب دیا، جس کا ایک بے ضرر اور بھلا سا نام "فعال شہری" (Active Citizen) پروگرام رکھا۔ یہ پروگرام عام نوجوانوں کے لیے اکتوبر ۲۰۱۳ء سے جاری ہو چکا ہے۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ ہے کہ یہ نوجوان کو خوب صورت انداز میں ان کی، شخصی ترقی (پرسنلیٹی ڈولیپمنٹ) کو بنیاد بنتے ہوئے اپنی گرفت میں لے لیتا ہے، اور آخر کار انھیں سیکولر بنا دیتا ہے۔ تقریباً ۸۰ ہزار سے زائد نوجوان لڑکے اور لڑکیاں ملک کے ہر علاقے سے اس پروگرام میں اب تک شرکت کر چکے ہیں۔

برٹش کو نسل "فعال شہری" پروگرام کو پاکستان بھر میں پھیلی ہوئی اور سیکولر ایجنسیز پر کام کرنے والی این جی اوز کے ساتھ مل کر آگے بڑھا رہی ہے۔ ان این جی اوز کی اکثریت، غیر ملکی کثیر عطیات کے ذریعے نوجوانوں میں اپنی اقدار سے بے پرواہی، تخلوٰت ماحول کی پسندیدگی، حیا و حجاب سے ڈوری اور دین بیزاری پیدا کر رہی ہیں۔

برٹش کو نسل نے یہ پروگرام دنیا بھر میں ان ممالک میں شروع کیا ہے، جہاں وہ امریکا کے ساتھ مل کر ذہنی و معاشرتی تبدیلی، عسکری و اقتصادی مفادات کے حصول اور مغربی تہذیب کے فروغ اور آبیاری کا مشترکہ ایجنسڈار کھتی ہے۔ اس پروگرام میں شامل ممالک میں تزانیہ، سری لنکا، یوکرین، ترکی، پاکستان، بنگلہ دیش، افغانستان اور مصر خاص طور پر قبل ذکر ہیں۔ یہ وہ ممالک ہیں جہاں "نوجوان آبادی" کا تناسب بہت زیادہ ہے۔ یہ منصوبہ طویل المیعاد بھی ہے اور وسیع الاطراف بھی۔ اس کے اثرات ان معاشروں پر مرتب ہونا شروع ہو چکے ہیں۔ کہیں زیادہ، کہیں کم۔

عام نوجوانوں میں "فعال شہری" پروگرام کی کامیابی کو دیکھتے ہوئے برٹش کو نسل نے سال ۲۰۱۴ء میں اسے پاکستان کی دو جامعات میں ایک پائلٹ (آزمائشی) پروجیکٹ کے طور پر شروع کیا۔ یہ دو یونیورسٹیاں، کراچی کی بحریہ یونیورسٹی اور لاہور کی لاہور کالج فار ویکن یونیورسٹی چھیں۔

### برٹش کو نسل اور ہمارا بھجو کمیشن کمیشن:

برٹش کو نسل کے مطابق یہ پروگرام ان دونوں یونیورسٹیوں میں کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ اس کامیابی کو سامنے رکھتے ہوئے برٹش کو نسل نے "فعال شہری" پروگرام کو پاکستان کی تمام جامعات میں بطور لازمی کورس پڑھانے کے لیے پاکستان کے ہائزر ایجوکیشن کمیشن (HEC) کو شیشے میں انتارا۔ ہمارے ملک کی بد نصیبی کہ ایچ ای سی نے اس پروگرام کے مواد، نتائج اور پاکستانی طلبہ پر اس کے مکملہ اثرات سے بے نیازی بر تھے ہوئے (یا پھر گورے کی عنایت سمجھتے ہوئے) ان سفارشات کو منظور کر لیا۔ اب یہ پروگرام برٹش کو نسل، ایچ ای سی کے ساتھ مل کر پاکستان کی تمام جامعات میں بطور کورس پڑھوائے گی۔ ایچ ای سی کی عاقبت نا اندیش انتظامیہ کی غفلت کی وجہ سے، پاکستان کے لاکھوں طلبہ و طالبات اور ہزاروں اساتذہ کا طرز فکر اور معیار

رہ و قبول تبدیلی کے دورا ہے پر آن کھڑا ہو گا۔ جس میں مطلوب یہ ہے کہ دنیا کو اُس رنگیں عینک سے دیکھنے کا خو گر بنایا جائے جو چشمہ ان کی آنکھوں پر لگایا جانے والا ہے، بلکہ لگایا جا رہا ہے۔ ذرا ہاتھ کی صفائی دیکھیے کہ ”فعال شہری“ کے ظاہری مقاصد کتنے پر کشش ہیں:

۱۔ نوجوانوں کو مثبت، مفید اور متحرک شہری بنانا۔

۲۔ طلبہ میں ایسی بیداری پیدا کرنا کہ وہ خود کو یہجانی یا اشتغالی یا جذباتی کیفیات سے نکال کر اپنے مسائل خود حل کر سکیں۔

۳۔ دوسرے مذاہب اور تہذیبوں کے افراد کے ساتھ رہنے کے لیے اپنے اندر برداشت و رواداری پیدا کر سکیں۔

۴۔ آگے بڑھ کر اپنی برادری (کیونٹی) کے سماجی مسائل کو حل کر سکیں۔  
مگر اس پروگرام پر گھری نگاہ ڈالنے والے اس کے چھپے ہوئے اہداف تک آسانی پہنچ سکتے ہیں۔

#### اہداف:

۱۔ غیر ملکی این جی او ز اور سفارت خانے یہ بات سمجھ چکے ہیں کہ وہ ہمارے تعلیمی نصاب میں کوئی بڑی تبدیلی بیک وقت نہیں کر سکتے۔ نصاب تعلیم تبدیل کرا کے اسے سیکولر بنانے کے ان کے بیش تر حربے، محب وطن اور اسلام پسند حلقوں کی شدید تقید اور مراجحت کی وجہ سے کامیاب نہیں ہو پائے۔ اب انھوں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسکو لوں کے نصاب میں تبدیلیوں کی کاؤشوں کے ساتھ ساتھ اپنا ایک مخصوص کورس، تعلیمی اداروں، جامعات اور بالخصوص ٹیچرز ٹریننگ اور تعلیمی و تدریسی افرادی قوت پیدا کرنے والے شعبوں میں پڑھائیں گے۔ ”فعال شہری“ پروگرام اس سلسلے کی پہلی کوشش ہے جو شروع کی جا چکی ہے۔

۲۔ برٹش کو نسل کا ہدف ہے کہ: پاکستان کے ہائر ایجو کیشن کمیشن کی سرپرستی میں اگلے پانچ برسوں میں جامعات میں پڑھنے والے تمام طلبہ و طالبات کو ”فعال شہری“ پروگرام سے گزاریں۔

۳۔ اس پروگرام کی خاص بات یہ ہے کہ پہلے مرحلے میں جامعات کے ہزاروں اساتذہ کو تربیت دی جا رہی ہے، جو آگے چل کر طلبہ کو یہ کورس پڑھائیں گے۔ جامعات کے اساتذہ ان کا خاص ہدف ہیں۔ انھیں ٹریننگ و رکشاپس کے ذریعے اس تربیتی عمل سے گزارا جا رہا ہے۔

یہ غالباً پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہو گا کہ اپنے طے شدہ نصاب سے ہٹ کر غیر ملکی ایجنسی کے مطابق تیار کردہ ایک نصاب بھی جامعات میں پڑھایا جائے گا۔  
ذہنی تشكیل کے بنیادی نکات:

”فعال شہری“ پروگرام پر نظر ڈالنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آتی ہے کہ اس پروگرام کے ذریعے پاکستانی نوجوانوں میں دراصل درج ذیل سوچ و فکر بلکہ طرز فکر کو پروان چڑھانا مقصود ہے:

۱۔ آپ کا مسلمان ہونا ثقافت (کلچر) کی وجہ سے ہے اور ثقافت تبدیل ہو سکتی ہے۔ لہذا، مسلم شناخت کوئی مستقل چیز نہیں، یہ تبدیل بھی ہو سکتی ہے۔ یہاں تک کہ مذاہب بھی تبدیل ہو سکتا ہے۔ گویا اقدار، نظریات، شناخت اور ثقافت قابل تغیر ہیں، کوئی مستقل شے نہیں۔

۲۔ آپ کی سوچ اور فکر بنانے میں ثقافت کا بڑا حصہ ہے۔ اگر ثقافت تبدیل ہوگی تو سوچ و فکر بھی تبدیل ہو سکتی ہے۔ یعنی آپ کو اگر سیکولر ملک جانا پڑے تو آپ کا سیکولر بننا کوئی عیب نہیں، بلکہ بن جانا ہی بہتر ہے۔

۳۔ جن افکار و اقدار پر مسلم نوجوانوں کی شخصیت پروان چڑھتی ہے، ان کے بارے میں شکوک یا عدم یکسوئی پیدا کرنا، تاکہ لوگ سوچیں کہ مسلمان بننا ثقافت کی ضرورت تھی یا محسن ایک پیدائشی اتفاق تھا۔ یہ میری اپنی رائے، پسند اور انتخاب نہیں۔

۴۔ دوسروں کے مذاہب تبدیل کرانا ممکن نہیں۔ انھیں اُسی طرح قبول کریں جیسے وہ ہیں (یعنی مسلمان، دعویٰ کام کر کے دوسروں کی شخصیت کو نہ بگاڑیں)۔ دوسروں کو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ ان سے ہم آہنگ ہونے کے لیے خود کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ ان لوگوں کی جانب سے ایک طرف تو یہ تربیت اور ذہن سازی ہے، جب کہ دوسری طرف یہ پیغام بھی دینا ہے کہ پاکستان میں دوسرے مذاہب کو تبلیغ کی اجازت دی جانی چاہیے۔ تبلیغ کرنا ان کا بنیادی انسانی حق ہے۔

۵۔ نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنا کہ پاکستان بیک وقت اسلامی اور جمہوری ملک نہیں رہے

سکتا کیوں کہ اسلامی غیر واضح بھی ہے اور ممتاز بھی۔ پھر یہ کہ اسلام میں جمہوریت کہاں ہے؟ (بھی بات مخالف یکمپ کے بعض لوگوں سے بھی کہلوائی جا رہی ہے)۔

۶۔ نوجوانوں کے ذہن میں یہ سوال ڈال دیا جائے کہ مذہبی لوگ آپ کے فیصلے کیوں کرتے ہیں؟ کسی کو بھی یہ حق نہیں کہ وہ دوسروں کے معاملات میں حتیٰ اور دوٹوک فیصلہ دے۔

۷۔ نوجوانوں کے ذہن میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ نہ شادی ضروری ہے اور نہ شادی کے لیے مخالف صنف سے بندھن ضروری ہے، بلکہ ہم جنسی بھی ایک معمول کا سماجی عمل ہے، جس سے بد کنا دینا نو سیست ہے۔

۸۔ موسيقی، نارج گانا، مخلوط ماحول، آزادانہ دوستی وغیرہ کے بارے میں پسندیدگی بڑھائی جائے اور ان کا چلن عام کر دیا جائے۔

۹۔ عورت اور مرد میں جنس کے علاوہ کوئی فرق نہیں اور یہ جنسی فرق بھی بے معنی ہے۔

۱۰۔ آپ کی زندگی کے فیصلے مذہب، روان، اخلاق کی بنیاد پر کیوں کیے جاتے ہیں؟ پڑھا لکھا اور روشن خیال ثابت ہونے کے لیے اس روایت اور سوچ سے بخاوت ضروری ہے۔

پہلے مرحلے میں یہ پروگرام طلبہ و طالبات کو اُبھجن کا شکار اور اپنے مذہب و ثقافت اور اقدار کے بارے میں شکوک میں مبتلا کر دیتا ہے۔ بہت نرم روی سے نوجوانوں کے ذہنوں میں یہ بات بٹھائی جاتی ہے کہ: ”وہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں سے کم تر ہیں۔ انھیں ایک ایسا فرد ہونا چاہیے جو ہر معاشرے میں قابل قبول ہو، ہر معاشرے میں چل سکے، جس کی کوئی مستقل شناخت نہ ہو، مستقل اقدار نہ ہو۔ ایک سیکولر طرزِ فکر اور ایک مادرپدر آزاد (لبرل) طرزِ زندگی ہی نوجوانوں کی ضرورت اور ان کے لیے مفید ہے۔

اس پروگرام کی ایک خاص بات یہ ہے کہ یہ تمام باتیں، سوچ و فکر اور رویے، مختلف سرگرمیوں کے ذریعے سکھائے جاتے ہیں۔ کچھ زیادہ پڑھایا نہیں جاتا۔ طلبہ اور طالبات اس طرزِ زندگی کو مختلف سرگرمیوں کے دوران باقاعدہ برداشت کر دکھاتے ہیں۔ اساتذہ طلبہ کے لیے صرف سہولت کار ہیں اور یہ کہ طلبہ میں یہ تمام تبدیلیاں مختلف سرگرمیوں کے ذریعے پیدا کی جائیں۔  
(بٹکریہ عالمی ترجمان دسمبر 2015)

سعید الرحمن  
(KIMS)  
امہ بیان اے

# وقت سے ترقی

قوموں کی ترقی اور تنزلی کا انحصار صرف اور صرف دنیاً کی رفتار سے سفر کرنے اور وقت کی قدر دانی میں ہے۔ بعض اوقات انہی افراد میں سے کوئی فرد اپنی قوم کو اونچ ٹریاٹک پہنچا دیتا ہے۔ آپ فیس بک کے بانی برگ کو دیکھ لجئے۔ ایک 28 سال کا نوجوان اپنی کمپنی کو کہاں تک لے گیا ہے۔ یہ ایک یہودی نوجوان ہے۔ کیا مسلمان قوم میں کوئی ایسا نوجوان نہیں؟ یقیناً ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے اپنی نئی نسل کو دنیا سے صحیح طرح روشناس نہیں کروایا۔ ہم نے کبھی ان کی دلچسپی کو نہیں دیکھا۔ ہم اچھی کار کردار کا مظاہرہ کرنے والے بچوں کی حوصلہ افزائی کرنا نہیں جانتے۔ ہمارے نوجوانوں میں جہاں بلاکی ذہانت ہے وہیں پر ہم ان کی قابلیت کی بے قدری سے خوب واقف ہے۔ ہمارے اندر یہ لاپروائی عام ہے کہ ہم کسی کی ترقی کا راستہ نہیں بتاسکتے۔

ہم یہ تو کہتے ہیں کہ یورپ اور امریکا کی کمپنیاں پوری دنیا میں وقت کی رفتار سے پھیل رہی ہیں لیکن ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ مسلمانوں کی کمپنیاں کیسے وسیع پیانے پر پھیل سکتی ہیں۔ ہم نے اپنے بچوں کو ویڈیو گیمز، موبائل اور گاڑی دلادی، لیکن ہم نے انہیں یہ نہیں بتایا کہ بحیثیت مسلمان انہوں نے مسلم امہ کے لیے کیا خدمات انجام دینی ہیں۔ بات یہ نہیں کہ موقع نہیں ہیں، موقع بکھرے پڑے ہیں، وہ اور کہیں نہیں ملیں گے۔

امریکا میں ایک چھوٹی سے چھوٹی دکان کھولنے کے لیے تین لاکھ روپے کالا لائننس چاہیئے، جبکہ یہاں آپ بغیر لائننس بڑی سے بڑی دکان چلا سکتے ہیں۔ آپ ایک چھوٹی سی دکان سے بہت بڑے بزنس نائیکون بن سکتے ہیں۔ امریکا میں کال کرنے والے کی نسبت دس گناہ قیمت ادا کرنی پڑتی ہے۔ پاکستان سے آسٹریلیا کال کرنے میں اتنے پیسے نہیں لگتے جتنے آسٹریلیا میں سے آسٹریلیا کال کرنے والے کو ادا کرنے پڑتے ہیں۔ یہاں ہر قسم کے موقع ہیں اور وہ بھی بہت کم قیمت پر۔

آج وقت کی قدر کی بدولت ایک ایک شخص اربوں کھربوں ڈالر کا مالک بننا ہوا ہے۔ فیں کب کی قیمت دو کھرب ڈالر تک پہنچی ہوئی ہے۔ کیا ہمارا نوجوان ایک ملین کا کاروبار بھی نہیں کر سکتا؟ والدین اولاد کو بیسہ دیتے ہوئے ڈرتے ہیں۔ والدین کو ڈر ہوتا ہے کہ بچہ کاروبار میں نقصان کر لے گا۔ والدین کیوں اپنی اولاد کے بارے میں اتنے بدگمان ہیں۔ اگر ایک بچہ چند ہزار یا چند لاکھ کا نقصان کر لے گا تو اس سے ایسی کیا انہوں ہو جائے گی۔

والدین اپنی اولاد کی تعلیم پر لاکھوں روپے جھوٹے کے لیے تیار ہیں۔ وہ آکسفورڈ کے خرچے اٹھاسکتے ہیں لیکن بنس کے لیے چند لاکھ دینے کے لیے تیار نہیں جب والدین اپنے بچے پر اعتماد نہیں کریں گے تو بچہ کس طرح دنیا میں اپنی حیثیت منوانے کے قابل ہو گا۔ آج یورپ و امریکا ترقی کی جن منزلوں پر پہنچے ہوئے ہیں، معيشت اور بنس میں جو گرانیا یہ کارنا نے انجام دیے ہیں، یہ سب وقت کو صحیح استعمال کرنے کی بدولت ہوا۔ اسی وقت کی قدر دنی سے انہوں نے دینا کی معيشت کو اپنے شکنچے میں لے رکھا ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وقت کی اہمیت کا احساس مغرب کے بدترین معاشرے کی بہترین خوبی ہے۔ حد تو یہ ہے کہ یورپ میں بنس میں اپنے بچوں سے ملاقات بھی وقت نکال کر کرتا ہے۔ دوران ملاقات اس کی ایک آنکھ گھٹری پر لگی رہتی ہے، بلکہ باقاعدہ الارم لگایا ہوتا ہے۔ معاشی ماہرین کا کہنا ہے کہ کچھ عرصہ پہلے فلسفیوں نے کہا تھا کہ زمانے دوپیں، مااضی اور مستقبل۔ حال کی اس میں جگہ نہیں، کیونکہ حال اتنی تیز رفتاری سے سفر کر رہا ہے کہ جب انسان اسے کپڑنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ مااضی بن چکا ہو تا ہے۔

مغربی معاشرہ بے شمار خرابیوں کے باوجود وقت کی قدر سے بخوبی واقف ہے۔ کام چوری کی بیماری ان میں نہیں ہے۔ وقت پر پوری جستجو سے کام کرنا ان میں عام ہے۔ مغرب اپنی معيشت میں باصلاحیت لوگوں کو کام کے مکمل موقع فراہم کرتا ہے۔ یورپ کاروبار کی نئی نئی راہیں اور بڑے بڑے انقلابات لانے کی جستجو میں لگا رہتا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر کام کے لیے ایک وقت اور ہر وقت کے لیے ایک نظام کا پابند معاشرہ ہی ترقی کر سکتا ہے۔

ایک انگریز اپنے ایک پاکستانی دوست سے ملنے پاکستان آیا، وہ پاکستانی اپنے دوست کو گاؤں لے گیا۔ دو تین دن اس انگریز نے پاکستانی معاشرے کا بغور جائزہ لیا۔ جاتے ہوئے اس نے پاکستانی

دوسٹ سے کہا کہ مجھے سمجھ نہیں آرہی تم اپنے ملک کے مستقبل سے اتنے بے فکر کیوں ہو۔ اس نے کہا کہ جب تمہارے پاس رہا تھا، اس دوران جب بھی کسی آدمی کا صحیح سویرے یہاں سے گزر ہوتا۔ وہ مجھے دیکھ کر بیٹھ جاتا اور گھنٹوں بیٹھا رہتا۔ اس شخص کو ذرا بھی یہ خیال نہ آتا کہ میں گھر سے کس کام کے لیے نکلا تھا۔ وہ کام ہوا نہیں اور میں ایسے بیٹھا تھیں کہ رہا ہوں۔ ہر کوئی یورپ کی زندگی کو مختلف زاویوں سے مٹوئے میں لگا رہتا ہے، جبکہ یورپ میں ہر شخص صحیح سویرے گھر سے نکلنے سے پہلے پورے دن کے کاموں کی ایک لست بناتا اور سارے دن اس لست کے مطابق گزارتا ہے۔

وقت کی قدر کرنا یہ مسلمانوں کا شیوه تھا، لیکن یہ ہم سے مغرب نے لے لیا۔ افسوس جب ہم سے مغرب نے لے لیا۔ افسوس جب ہم مغرب کی تقلید پر بے محابا تر آئے تو ہم نے مغرب کی بہت سی براہیاں اپنائیں۔ ہم نے مادر پر آزاد زندگی تو لے لی، جس نے مغرب کو سلگتے ہوئے داغوں اور محرومیوں کے سوا کچھ نہیں دیا، لیکن اپنی اس گم گشته متاع کو نہ لیا۔

اس وقت دنیا کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک کے شہری اور ہم میں کوئی فرق نہیں۔ آج جو تعلیم انگلیش میں مل رہی ہے وہی تعلیم آپ پاکستان میں بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ ترقی کے جو موقع ایک امریکی شہری کے پاس ہیں، وہ تمام موقع آپ کے پاس بھی ہیں۔ اب تمام بہانے ختم ہو گئے ہیں۔ آپ وسائل کا بہانہ بنانے کو تو دھوکا دے سکتے ہیں، لیکن کسی اور کو نہیں۔ اب کچھ کردھانا ہو گا، ورنہ آپ کی جگہ معاشرے میں ختم ہو جائے گی۔ آپ کے پاس سب کچھ موجود ہے، اب یہ آپ پر مختصر ہے کہ آپ کیا حاصل کرتے ہیں۔ سمندر میں موئی بھی ہیں اور مچھلیاں بھی۔ کوئی غوطہ لگا کر موئی ٹکال لاتا ہے اور کوئی مچھلیاں اور کوئی صرف پاؤں بھگو کر آ جاتا ہے۔

### ﴿مسکن اور نامسکن﴾

نا ممکن کے پیچھے دوڑنا، آدمی کو ممکن سے بھی محروم کر دیتا ہے، جبکہ ممکن پر قانع ہونے والا ممکن کو بھی پاتا ہے اور بالآخر ناممکن کو بھی۔

## سیرت النبی ﷺ

### ایک عملی اور جامع سیرت

مولانا مفتی محمد ایاز  
رئیس جامعہ تبلیغ القرآن، یوسف آباد پشاور

نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ پوری نسل انسانی کے لیے قیامت تک آئندیلیں ہیں۔ انسانی سوسائٹی میں فرد، خاندان، قوم اور عالمیت کے ہر دائرے کی جزئیات اور تفاسیت تھے در تھے اور یقین در یقین ہیں، اس لئے جوں یہ تینیں کھلتی جائیں گی۔ سرور کائنات ﷺ کی زندگی اور تعلیمات کے نت نئے پہلو وقت کی ضروریات کے ساتھ اجاتگر ہوتے رہیں گے اور یہی سرور کائنات ﷺ کی حیات مبارکہ کا سب سے بڑا اعجاز ہے۔

اجتماعیت قویت اور خاندان کے دائروں میں اصولی رہنمائی کے ساتھ ساتھ ایک فرد کی زندگی کی جزئیات تک میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ نسل انسانی کی ایسی جامع اور کامل رہنمائی کرتی ہے کہ کسی اور کی طرف دیکھنے کی ضرورت باقی نہیں رہیں، قرن اول کے ایک مسلم دانشور صحابی رسول سلمان فارسیؓ سے کسی غیر مسلم دانشور (یہودی) نے بطور تعریض یہ بات کہی تھی کہ آپ کے پیغمبر توبیثاب پاخانے کا طریقہ بھی بتاتے ہیں۔ اس مسلمان دانش ورنے جواب میں فرمایا کہ جس بات کو تم اعتراض کے طور پر پیش کر رہے ہو، وہی تو سیرت طیبہ کا سب سے بڑا کمال ہے کہ وہ اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی اپنے پیروکاروں کو ہدایات دیتے ہیں تاکہ کسی اور طرف دیکھنے کا محتاج نہیں رہے۔

اسی حوالے سے بظاہر ایک چھوٹی سی بات پر نظر ڈالیں کہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا:

”دو، لعنت کا مستحق بنانے والے کاموں سے بچو، ایک یہ کہ لوگوں کی عام گزرگاہ اور دوسرا سائے والی کسی جگہ میں پیشاب پاخانہ نہ کرو“

بظاہر یہ چھوٹی سی اور جزوی سی بات ہے لیکن اس کے پیچھے اسلام کا یہ عظیم اصول اور فلسفہ کا فرمارہ ہے کہ کسی بھی ایسے کام سے گریز کرنا چاہیے جو دوسرے لوگوں کے لئے کسی درجے میں

اذیت یا التکلیف کا باعث بن سکنا ہو بلکہ نبی اکرم ﷺ نے دوسرے لوگوں کو چھوٹی چھوٹی اذیتوں سے بچانے کے عمل کو ایمان کے شعبوں میں شمار کیا ہے چنانچہ ارشاد نبوی ہے :

**﴿أَلِيَّمْ بِضُغْ وَسَبْعُونَ أُوِضْعَ وَسِتُّونَ شَعْبَةً، فَأَفْصَلُهَا قَوْلُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَأَذْنَاهَا إِمَاطَةً الْأَذْيَ عَنِ الظَّرِيقِ وَالْحَيَاءُ شَعْبَةً مِنَ الْإِيمَان﴾** [مسلم]

ایمان کے ستر سے کچھ اور شعبے ہیں ، جن میں سب سے اعلیٰ درجہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضرت محمد ﷺ کی رسالت کی شہادت ہے اور سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ آدمی راستے میں پڑی ہوئی کوئی ایسے چیز وہاں سے ہٹادے جو گزرنے والوں کے لئے اذیت کا باعث بن سکتی ہو اور حیات بھی ایمان کا شعبہ ہے۔

انسانوں کے باہمی تعلقات ، میل جوں ، معاملات اور ربط و مفاہمت میں ایک دوسرے کی ضروریات کا خیال رکھنا ، باہمی ادب و احترام کے تقاضوں کو ملاحظہ رکھنا ، ایک دوسرے کی مجبوریوں کو سمجھنا اور دوسروں کو ترجیح دینا ، اخلاقیات کے اہم ترین پہلو ہیں اور جناب نبی اکرم ﷺ نے یہ فرمائکر خود کو اخلاقیات کے پیغمبر کے طور پر پیش کیا ہے :

**﴿بَعْثُتُ لِأَنْهِمْ حُسْنَ الْأَخْلَاقِ﴾** [موطا: باب حسن الخلق]

میں اخلاقیات کی خوبیوں کو مکمل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

قرآن کریم جوابدی کتاب ہدایت ہے ، میں نبی کریم ﷺ کے احکامات ، فرائیں اور اسوہ حسنہ سے متعلقہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

**﴿وَمَا أَنْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهُكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهُ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَاب﴾** [الحشر: ٧]

”اور جو کچھ تمہیں رسول اللہ ﷺ دیں ، تم اسے لے لو اور جن چیزوں سے وہ منع کریں ، ان سے تم رک جاؤ ، اور اللہ سے ڈرتے رہو ، بلاشبہ اللہ سخت پکڑوالا ہے“ -

آپ ﷺ سے متعلق یہ واضح قرآنی حکم ہم سب کے لئے راہ ہدایت ہے ، آپ کا ہر حکم ہماری ہدایت کا سبب اور دنیاوی و آخری فلاح و فوز کی بنیادی ہے۔ یہی قرآنی حکم ہمیں حدیث میں بھی ملتا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿إِذَا أَمْرُكُمْ بِأَمْرٍ فَأُتُوا مِنْهُ مَا أَسْتَطَعْتُفُرْ وَمَا نَهِيْتُكُمْ عَنْهُ فَاجْتَنْبُوْهُ﴾ [ابن کثیر]  
 ”جب تمہیں میں کوئی حکم کروں تو تم جہاں تک ہو سکے اس کی تعییل کرو، اور جب میں تمہیں کسی بات سے منع کروں تو اس سے باز آجائو۔“

قرآن حکیم ہی میں دوسرے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو بھی ہمارے لئے نمونہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ فرمایا:

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [احزاب: ۲۱]

”(اے مومنو!) بے شک تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لئے جو اللہ سے ملنے اور یوم آخرت کے آنے کی امید رکھتا ہے اور اللہ کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔“

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

﴿هَذِهِ الْأَيْةُ الْكَرِيمَةُ أَصْلُكَبِيْرُ فِي التَّائِسِيِّ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَأَحْوَالِهِ﴾ [ابن کثیر]

آپ ﷺ کا اسوہ حسنہ اس صورت میں ہماری راہنمائی کر سکتا ہے جب ہم اسے بند کتابوں سے نکال کر اپنے مطالعے کا حصہ بنائیں اور پھر دوسرے مرحلے میں اسے اپنی زندگیوں کا جزو قرار دیں۔

نبی کریم ﷺ کے اسوہ حسنہ اور حیات طیبہ کا ایک ایک جزاپنے اپنے مقام پر اس تقدرو سمعت، معنوی بلندی، گھرائی و گیرائی اور اس قدر کمال رکھتا ہے کہ وہ بذات خود ایک کل کی مانند نظر آتا ہے، اور اپنی خوبیوں اور برکتوں کے اعتبار سے وہ دیگر بہت سی خوبیوں پر اتنی فوقیت رکھتا ہے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کے ایک ایک جز کے چراغ میں نہ جانے کتنے ہی آفتاب و ماہتاب گم ہیں۔

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کمکمل طور پر عمل کی معنویت سے آراستہ ہے، اور اس کا صحیح معنی میں امتیاز یہی ہے کہ اس میں کسی قسم کا ابہام و انشکال وارد نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ کی تعلیمات

کاغذی پھولوں کی طرح نہیں، جن کی خوبیوں تخلی و تصور کی محتاج ہو، نہ وہ کتابی فلسفے کی حیثیت رکھتی ہیں ، جن کے ثبوت کے لئے دلائل کی تلاش ضروری ہو، بلکہ وہ معروضی حقائق سے براہ راست متعلق ہیں۔ یہی سبب ہے کہ کسی بھی پھلو سے کوئی بھی بات شرح و تشریح کی محتاج نہیں، وہ اپنی شرح خود آپ ہے۔

### معروضی اور عملی سیرت

انسانی مزاج کا یہ خاصہ ہے کہ جب کسی شعبہ زندگی میں قدم رکھتا ہے تو فطری طور پر وہ اس امر کا خواہاں ہوتا ہے کہ اس کے سامنے اس شعبے کا ایسا کامل اور مثالی نمونہ موجود ہو جسے دیکھ کر وہ اپنے لئے راہ عمل متعین کر سکے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا کمال یہ ہے کہ دنیا کا ہر فرد اپنی حیثیت کے مطابق آپ ﷺ کی حیات طیبہ سے روشنی حاصل کر کے اپنی زندگی کو بہتر بناسکتا ہے ، اور دین و دنیا کی بھلائیاں کامیابیاں اور کامرانیاں اپنے دامن میں سمیٹ سکتا ہے، اس لئے کہ زندگی کے ہر شعبے ، حیات انسانی کے ہر موضوع ، اخلاق و اداب کے ہر پہلو اور اصول و قوانین کے تمام بنیادی اساق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں نظر آتے ہیں۔

دراصل انسانی فطرت یہ ہے کہ اس کو نصیحت کے الفاظ سے زیادہ ناسخ کا پابنا عمل متاثر کرتا ہے۔ یہی نبی کریم ﷺ کی کامیابی کا بنیادی سبب ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ سے وسائل کو درس بعد میں ملتا تھا، اس درس کی عملی کیفیت اس کے سامنے پہلے آجائی تھی ، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زندگیوں میں ہمیں جو عظیم الشان مگر حیرت انگیز انقلاب نظر آتا ہے اس میں بھی نبی اکرم ﷺ کے اسوہ حسنہ کی عملیت کا فرمایا ہے ، ایک صحابی رسول کے سوال پر جب حضرت عائشہ صدیقۃ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا: ﴿كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآن﴾، آپ ﷺ کا غلق تو قرآن ہے۔ تو منہوم یہی تھا کہ اگر تم نبی اکرم ﷺ کے اخلاق کریمانہ اور انداز حکیمانہ کو جانے کے خواہشمند ہو تو قرآن کریم پر نظر ڈالو اور اس کا مطالعہ کرو، کیونکہ قرآن اور صاحب قرآن ایک ہی سرمدی صداقت کے دروغ ہیں جسے یوں بھی تعبیر کیا جاسکتا ہے کہ ایک علم ہے تو دوسرا عمل ، یا ایک آفتاب ہدایت ہے تو دوسرا آفتاب ضیاپاشی کرتی ہوئی جگی۔

غصہ:

مثال کے طور پر آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ غصہ نہ کرو، چنانچہ فرمایا:  
**﴿لَيْسَ الشَّدِيدُ بِالصُّرُعَةِ، إِنَّمَا الشَّدِيدُ الَّذِي يَتْلُكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ﴾**

[بخاری کتابِ ادب]

”طاقتو روہ نہیں جو مدمقابل کو پچھاڑ دے، بلکہ طاقتو روہ ہے جو غصے کی حالت میں اپنے آپ پر قابو رکھے۔“

اب ایک عام شخص کے لیے یہ قول اس وقت تک دلیل نہیں بن سکتا، جب تک اس کے سامنے صاحب قول کا اپنا اسوہ نہ ہو، ورنہ اچھی باتوں کی تلقین تو کوئی بھی کر سکتا ہے اور ہمارے معاشرے میں تو دوسروں کو نصیحت کرنا سب سے آسان اور ستاکام ہے، مگر جب اس ہدایت کے سننے کے بعد ہمارے سامنے یہ امر آتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا اپنا عمل خود اس کے بالکل مطابق تھا تو عمل کی راہ ہمارے لئے خود منحو سہل اور آسان ہو جاتی ہے۔

غزوہ احد میں جب آپ ﷺ زخمی ہو گئے، آپ کے دندان مبارک بھی شہید ہوئے، اس وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کفار کے لیے آپ ﷺ بدعا فرمائیے، مگر آپ ﷺ نے اس وقت یہی فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بناؤ نہیں بھیجا گیا، بلکہ مجھے توہادی و رحمت بنا کر مبعوث کیا گیا ہے، اور پھر بدعا کی بجائے ان کے لئے دعا فرمائی:

**﴿أَللَّهُمَّ أَهْدِ قَوْمٍ فَإِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ﴾** [الشفاء، تقاضی عیاض]

اے اللہ میری قوم کو ہدایت نصیب فرماء، کیوں کہ وہ مجھے حقیقت میں جانتے نہیں۔

عفو و درگزر:

اسی طرح جب آپ ﷺ نے عفو اور معاف کرنے کی تلقین کی، تو ساتھ ساتھ اپنا اسوہ بھی پیش فرمادیا۔ ورنہ آج کے ترقی یافتہ دور میں جب کہ امن کے نام پر پوری کائنات کو تمہ نہیں کیا جاسکتا ہو، ایسا کون شخص ہوتا، جو انتقام اور انتقامی کارروائیوں کی مخالفت کرتا؟ مگر ہادی برحق رحمت عالم نے پہلے تو ایک جانب عفو و درگزر کی تلقین کی، اور پھر اپنا عمل بھی نمونہ عمل بنا کر اقوام عالم کے سامنے پیش فرمادیا۔

چنانچہ فتح مکہ کے موقع پر آپ ﷺ ایک جانب تو اپنی جان کے دشمنوں اور اپنے عزیز ترین ساتھیوں اور قریب ترین رشتہ داروں کے قاتلوں تک کویہ کہہ کر پروانہ معانی بخش دیا:

﴿لَا تُثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ، إِذْ هُبُوا فَأَنْتُمُ الظَّلَّاقُ﴾ [احمد]

اور پھر فوراً ہی مجمع عام میں یہ اعلان بھی فرمادیا:

﴿أَلَا وَإِنَّ كُلَّ دَمٍ وَمَا مَلِّ وَمَا تَرَةٌ كَانَتْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ تَحْتَ قَدَمِيْ هُذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَإِنَّ أَوَّلَ دَمٍ يُؤْضَعُ دَمُ رَبِيعَ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَلِّبِ﴾ [مسلم]

”آگاہ ہوجاؤ کہ بلاشبہ دور جاہلیت کا ہر خون اور مال و منصب سب قیامت تک کے لئے میرے پاؤں تلے پاماں ہے اور پہلا خون جو میں اپنے خونوں میں سے معاف کرتا ہوں، وہ ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کا خون ہے۔“

اس طرح اب کوئی اس بدایت کی معروضیت کے بارے میں انگشت نمائی نہیں کر سکتا۔

**کنجوں اور بخل سے بچنا:**

آپ ﷺ نے مالداروں کویہ بدایت فرمائی، فرمایا:

﴿أَنْفِقُوا وَلَا تُخْرِيْبُوا، فَيُخْصِيْ اللَّهُ عَلَيْكُمْ﴾ [بخاری/کتاب الزکوة]

”مال خرچ کرو اور گن گن کرنہ رکھو، کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ بھی تمہیں گن گن کر دینے لگے“

تو اپنے حکم میں معروضیت پیدا کرتے ہوئے اسے اپنے عمل سے آراستہ بھی کر دھایا، خود بھی مال سنبھال کر نہیں رکھا۔ بلکہ مال کو اللہ کی راہ میں لٹانے کا جذبہ اس قدر وقیع ہوتا تھا کہ کبھی آپ ﷺ نے چند رہم بھی رات بھر اپنے پاس رکھنا گوارا نہ کیا۔

ایک بار صرف دو اشرفیاں پاس بھیں، تو اس کے خیال سے رات بھر نہیں نہیں آئی، سیدہ عائشہ صدیقہؓ نے عرض کیا یہ تو معمولی بات ہے صحیح خیرات کر دیجئے گا، تو فرمایا خبر صحیح تک زندہ بھی رہوں گا یا نہیں۔

ایک بار خلاف معمول آپ ﷺ عصر کی نماز کے بعد فوراً اپنے مجرے میں تشریف لے گئے اور پھر فوراً ہی واپس تشریف لے آئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تجلب ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ذَكَرْتُ شَفِيفًا مِنْ تِبْيَرٍ عِنْدَنَا فَكَرِهْتُ أَنْ يَخْسِئَنِي فَأَمَرْتُ بِيَقْسِمَتِهِ﴾

”محے (دوران نماز) خیال آیا کہ گھر میں سونے کا ایک گلزار پڑا ہے ایسا نہ ہو کہ گھر ہی میں پڑا رہ جائے، اس لیے گھر جا کر اسے خیرات کرنے کے لیے کہہ آیا ہوں۔“  
اعتدال:

ایک جانب آپ ﷺ کی سخاوت کا یہ عالم تھا، اور دوسری جانب آپ ﷺ نے ایک اور بات بیان فرمائی، آپ نے فرمایا: ”ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ جس میں درہم و دینار کے سوا کوئی چیز فائدہ مند نہ ہو گی۔“  
اس سے صحابہ کرامؓ نے یہ مفہوم اخذ کیا کہ ضرورت کے بعد مال جمع کر لینا چاہئے، تاکہ ضرورت میں کام آسکے، چنانچہ حضرت مقدم بن معد یکربؓ نے اس سے بھی مفہوم سمجھا۔  
اس طرح نبی کریم ﷺ نے کس خوبی و جامعیت سے معاشرت و معیشت کے یہ مختلف الجہت پہلو جمع فرمادیئے۔ سخاوت، اعتدال، مصلحت پسندی و منصوبہ بندی سب ہی کا خلاصہ آپ ﷺ نے پیش فرمادیا۔

### جامع اور کامل سیرت

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کی ہماری عملی زندگی میں اہمیت بھی ہے کہ یہ قرآن حکیم کی عملی تفسیر ہے۔ اسی بنا پر یہ کہنا بالکل جاہے کہ: ﴿وَإِنَّ اللَّهَ لَحَافِظُونَ﴾ فرما کر جب خالق ارض و سمااء نے کتاب بدایت قرآن حکیم کی حفاظت کی ہفتانت دی تھی، تو اس میں اسوہ حسنة اور سنت نبوی کے قیام و بقا کا پہلو بھی شامل تھا، کیونکہ یہ قرآن سے الگ ہونے کے باوجود بعینہ اسی طرح اس سے تعلق رکھتی ہے، جیسا کہ شرح کامتن سے ایک خصوصی ربط و اتصال ہوتا ہے، ایسا ربط و اتصال کہ متن کے بغیر شرح کا اپنا وجود بھی برقرار نہیں رہ سکتا۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا عملی درس یہ ہے کہ کسی بھی معاملے کے تمام فریق اپنی اپنی حدود کی بھرپور رعایت کریں۔ آپ ﷺ نے ایک معاملہ کی صرف ایک جانب اور رخ بیان نہیں فرمایا بلکہ ہر رخ اور ہر جانب کی وضاحت کر کے حدود متعین کر دیے ہیں۔

## والدین اور اولاد:

آپ ﷺ نے جہاں ایک طرف والدین کے بارے میں فرمایا:  
**﴿مَا نَحْنُ وَالِّدُوْلَدُّا مِنْ تَحْلِيْلٍ أَفْضَلَ مِنْ أَدْبِ حَسَنٍ﴾** [ترمذی]  
 ”کوئی والد اپنے بچے کو اس سے بہتر کوئی عطیہ نہیں دے سکتا کہ وہ اس کو اچھی طرح تعلیم دے۔“

اور اولاد کو برابر کی توجہ دینے کا حکم فرمایا تو دوسری جانب اولاد کو بھی والدین کا مقام پہچانے، ان کی اطاعت کرنے، اور ان کی نافرمانی سے بچنے کی ترغیب دی فرمایا:  
**﴿إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ عُقُوقَ الْأُمَّهَاتِ﴾** [بخاری/کتاب الادب]  
 ”اللہ تعالیٰ نے ماڈیں کی نافرمانی تم پر حرام کی ہے۔“  
 اور دوسری روایت میں والدین کی خدمت کو چہاد کا درجہ عطا فرمایا۔  
**رشتوں اور حقوق کا خیال:**

اس طرح اہل قرابت سے تعلقات کے بارے میں ایک طرف تو یہ فرمائیا کہ صلح رحمی نہ کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہو گا۔ اور دوسری طرف خونی تعلقات ختم کرنے والوں کے عزیز و اقارب کو یہ کہہ کر دعہ عمل میں تعلقات ختم کرنے سے باز رکھا کہ:  
**﴿صِلْ مَنْ قَطَعْكَ وَأَعْطِ مَنْ حَرَّمَكَ وَأَغْرِضْ عَمَّنْ ظَلَمَكَ﴾** [مسند احمد]  
 ”جو تم سے توڑے تم اس سے جزو، اور جو تمہیں محروم کرے اسے دے دو اور جو تم پر ظلم کرے تم اس سے اعراض کرو۔“  
**تعلیم و تعلم:**

نبی اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کی یہ ہمہ جہتی اور آپ ﷺ کی تعلیمات کا یہ نوع ہر پہلو سے نمایاں ہے۔ جب آپ ﷺ تعلیمی معاملات میں ہدایات جاری فرماتے ہیں تو سب سے پہلے اساتذہ کے طبقے کو فرمایا جاتا ہے کہ **﴿تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِمُوا النَّاسَ﴾** علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ۔  
 اور علماء کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَضْلُّ الْعَالَمِ عَلَى الْعَالِدِ كَفَضْلٌ عَلَى أَذْنَاكُمْ﴾ ”عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت تم میں سے ادنیٰ آدمی پر۔“ اور علم چھپانے پر عید سنائی کہ: ”ایسے شخص کو روز محشر آگ کی لگام ڈالی جائے گی۔“

اور اس کیسا تھے ساتھ طالب علم کو بھی اس کا مقام بتایا، اس کے لئے سب سے پہلی ہدایت یہ فرمائی کہ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ اور یہ بشارت بیان فرمائی کہ جو شخص علم حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ اختیار کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتے ہیں۔ اور پھر طلبہ اور تمام چھوٹوں کو اپنے بڑوں کی عزت و تکریم کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا: ﴿لَيْسَ مِنَ الْمُنَّامَنُ لَمْ يَرَ حَمْدَ صَفِيرَنَا وَيُوْقَرَ كَبِيرَنَا وَيَا مُرْبِّي الْمَعْرُوفِ وَيَنْهِي عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ ”جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور نیکوں کا حکم نہیں کرتا، اور برائیوں سے منع نہیں کرتا، وہ ہم میں سے نہیں۔“

اسی طرح انہیں یہ تاکید بھی کی کہ ان کا حصول علم محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہونا چاہئے اور یہ بھی فرمایا کہ اگر علم کے ساتھ عمل نہیں ہو گا، تو یہ اپنے علم کے ساتھ ناالنصافی ہے، اور فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ کے نزدیک سب سے برا شخص وہ عالم ہو گا جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا۔ [مشکلاۃ کتاب العلم]

نبی کریم ﷺ کی تعلیمات کا کمال، جامیعت اور ہمہ جبکہ صرف چند امور میں نہیں، ہر شعبہ زندگی کے بارے میں دی گئی ہدایات میں یہ جامیعت نمایاں ہے۔

### مالک اور مزدور:

آپ ﷺ ایک جانب آجر کو یہ فرماتے ہیں:

﴿أَعْطِ الْأَجِيَرَ أَجْرَهُ قَبْلَ أَنْ يَشْفَعَ عِزْقَهُ﴾ [بیہقی]

”مزدور کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے اس کی مزدوری ادا کرو۔“

وہیں مزدور کے بارے میں فرمایا کہ: ”بہترین کمائی ہاتھ کی کمائی ہے جبکہ وہ خیر خواہی کرے گا۔“ [مسند احمد] اس طرح آپ ﷺ نے مزدور کی کمائی کو خیر خواہی کے ساتھ مشروط کر دیا، تاکہ آجر اور مالک کے حقوق کی بھی نگہبانی ہو سکے۔

## مہمان اور میزبان کے حقوق:

اسی طرح آپ ﷺ نے ایک جانب میزبان کو فرمایا:

«مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيُكِرِّهْ ضَيْفَةً جَاءَ إِلَيْهِ» [ترمذی]

”جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔“

دوسری جانب مہمان کو بھی تشییہ فرمادی: «الظِّيَافَةُ ثَلَاثَةُ أَيَامٍ مَا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ فَهُوَ صَدَقَةٌ» [ترمذی] ”مہمان تین دن کی ہے، اس کے بعد مہمان پر صدقہ ہو گا۔“  
اللہ کا حق اور بندے کا حق:

آپ ﷺ کے بیان فرمودہ اور امت کے سامنے پیش کردہ اسوہ حسنہ میں انسان کو اس کے نفس کے حقوق کی جانب بھی توجہ دلانی گئی ہے اور اس کے حقوق کا خیال رکھنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔ آپ ﷺ نے ایک روایت میں مسلسل شب بیداری اور نفلی روزوں میں اس قدر زیادتی سے بھی منع فرمایا، جس سے اہل خانہ کے حقوق کی ادائیگی متاثر ہوا اور دیگر معاملات میں بھی خلل واقع ہو۔ فرمایا: «فَإِنَّ لِجَسَدِكَ حَقًا وَإِنَّ لِعَيْنِكَ حَقًا وَإِنَّ لِذُو جِكَ عَلَيْكَ حَقًا» [بخاری کتاب الصیام]

تمہارے بدن کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری یوں کا بھی تم پر حق ہے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مسلمانوں کے بھی ایک دوسرے پر حقوق واضح کئے ہیں ایک روایت میں فرمایا: «أَلْيُؤْمُونُ مِرْأَةُ الْمُؤْمِنِ، وَالْمُؤْمِنُ أَخُو الْمُؤْمِنِ يَكُفُّ عَلَيْهِ ضَيْعَتَهُ وَيَعْوِظُهُ مِنْ وَرَأْيِهِ» [ابوداؤد]

”مؤمن مومن کا آئینہ ہے اور مومن مومن کا بھائی ہے، وہ نقصان دہ چیز سے بچتا ہے اور اس کی غیر حاضری میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔“

اور ایک روایت میں فرمایا کہ: ”اپنے بھائیوں سے (خواہ مخواہ) بحث نہیں کیا کرو اور نہ اس سے ایسی دل لگی کرو کہ جو اسے ناگوارا ہو، نہ اس سے کوئی وعدہ کرو جو تم پورانہ کر سکو۔“

ای طرح ہمارے سامنے نبی اکرم ﷺ کا جواسوہ حسنہ آتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ ہر اعتبار سے جامعیت کا شاہکار ہے، بلکہ وہ عملی طور پر ہمیں دعوت عمل بھی دیتا ہے۔ اور درحقیقت آج کے دور میں نبی اکرم ﷺ سے ہماری عقیدت اور تعلق و خاطر کا درست اور حقیقی مظہر بھی یہی امر ہے کہ ہم عملی زندگی میں آپ ﷺ سے کس قدر مناسبت رکھتے ہیں، اور آپ ﷺ کے اقوال، اعمال اور افعال ہماری زندگیوں میں کس قدر موجود ہیں؟ یا ان کا پروکس حد تک ہمارے کارہائے زیست میں نظر آتا ہے۔ اس کے علاوہ محبت نبوی کی کوئی اور کسوٹی درست نتائج نہیں دے سکتی۔ رسوم اور رواج کے چنگل میں جکڑی ہوئی قوم کے لئے یہ امر شائد مشکل تو ضرور ہو، لیکن اس کے نتائج و ثمرات اس قدر رواضح اور بدیہی ہیں کہ ان کے سامنے آنے کے بعد کسی ہوشمند سے اس کا انکار سامنے نہیں آ سکتا۔

کام بیکار ہیں سب ان کی محبت کے سوا

اور بیکار محبت ہے اطاعت کے بغیر

ضرورت اس امر کی ہے کہ اسوہ حسنہ کی جامعیت کو سامنے رکھتے ہوئے ہر شخص اپنے لئے اسے اپنی عملی زندگی میں سمو لینے کا نظام وضع کرے اور اس پر دل و جان سے عمل پیرا ہو کر ہر شخص سنت نبوی کی عملی تصویر بن جائے، یہی درسِ سنت ہے، یہی پیغام سیرت ہے، یہی ملت کی ضرورت ہے، اسی میں خیر و فلاح مضر ہے، اور اسی میں کامیابی و راحت ہے۔ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی یہی وہ خوبی ہے، جو اسے ہمہ گیریت عطا کرتی ہے اور جو علم و عمل میں ہم آہمگی پیدا کرتی ہوئی ذہنوں کو برآہ راست متاثر کرتی ہے اور قلوب واذہان میں جاگزیں ہو کر پیغام سیرت پر عمل پیرا ہونے کی تحریک پیدا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی برکتوں سے مالا مال کرے اور ہم سب کو سیرت طیبہ کی ضیا پا شکر نوں سے استفادہ کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین

### ﴿تخریب کاری﴾

کسی کے خلاف تخریب کاری خود اپنے خلاف تخریب کاری ہے، ایسا آدمی صرف اپنا نقصان کرتا ہے، وہ کسی دوسرے شخص کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتا۔

## تجارت اور زہد و تقویٰ

عبدالنعم فائز

آج آپ کو امام احمد بن حنبلؓ کی مجلس میں لیے چلتے ہیں۔ وہی امام احمد بن حنبل جن کے بارے میں امام شافعیؓ کہتے ہیں: ”میں نے ان سے زیادہ عقل مند شخص نہیں دیکھا۔“ ایک بار فرمایا: ”دنیا کے عجائب میں سے عجوبہ وہ نوجوان لڑکا بھی ہے جس نے جب بھی کوئی بات کہی تو بڑے بزرگوں نے ہمیشہ اس کی تائید کی، وہ لڑکا امام احمد بن حنبلؓ ہیں۔“ امام علی بن مدینی کہتے ہیں: ”میں پچھلے پچاس سال سے امام احمدؓ کو جانتا ہوں ہر روز ان کی نیکیوں میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔“ [ابن حنبل حیاتہ و عصرہ]

آپ کے دوست اسحاق بن راہویہؓ کہتے ہیں: یمن میں امام احمد بن حنبل اور میں امام عبد الرزاق سے اکٹھے پڑھ رہے تھے۔ ہم دونوں ایک ہی گھر میں رہتے تھے۔ میں گھر کے اوپر ہوتا اور وہ گھر کے نحلے ہے میں۔ میں ایک دن بازار گیا اور باندی خریدی، گھر لوٹا تو پتا چلا کہ امام احمد بن حنبل کے پاس پیسے ختم ہو چکے ہیں۔ میں نے انہیں پیش کش کی کہ آپ بدیہ لے لیں۔ انہوں نے انکار کر دیا۔ میں نے اصرار کیا کہ قرض کے طور پر لے لو یا بدیہ؟ مگر انہوں نے دوبارہ انکار کر دیا۔ میں نے غور سے دیکھا تو امام احمد بن حنبل کچھ بن رہے تھے۔ بعد میں اسی بنی ہوئی چیز کو بازار میں پیچ کر اپنا خرچ چلا یا۔ [ابن حنبل]

اندازہ لگائیں امام احمد کس قدر خوددار تھے۔ کسی کا احسان نہیں لیتے تھے۔ یہی تعلیم آپ نے اپنی اولاد اور شاگردوں کو بھی دی۔ آپ کی اتنی شہرت تھی کہ بادشاہ خود نیازمندی کے لیے حاضر ہوتے۔ اس کے باوجود نہ خود کسی بادشاہ کا احسان لیا، نہ ہی اپنے بیٹوں کو ایسا کرنے دیا۔ اپنے بیٹوں کو حکم دیا بازار جاؤ اور تجارت کرو۔ آپ فرماتے تھے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے۔ سب سے پاک رزق وہ ہے جسے انسان اپنے ہاتھوں سے کمائے۔ اس لیے تم بھی اپنے ہاتھوں سے محنت کر کے کماو۔

بہت سے دوست کہتے ہیں: آپ تو دنیاداری کی دعوت دیتے ہیں۔ انسان کے پاس تو بس اتنی دولت ہو جس سے پیٹ کی آگ بھا سکے۔ اس کا جواب امام احمد بن حنبلؓ کی زبانی سنئے ایک بار محفل بھی تھی۔ لوگ سوالی اور آپ میر مجلس تھے۔ ایک شخص حاضر خدمت ہوا۔ اس نے عرض کیا: اللہ نے مجھے اتنی دولت دی ہے کہ کسی کام تھا نہیں ہوں۔ اب میرے لیے کیا حکم ہے؟ امام احمد بن حنبلؓ فرمائے گے: بازار میں جا کر کاروبار کرو، اس پیسے سے صلہ رحمی کرو اور اپنے اہل خانہ کو کھلاو۔ یہ بات سن کر ایک شاگرد عرض گزار ہوا: میں مزدوری کرتا ہوں، مگر میرے والدین کہتے ہیں کہ اپنی دکان بنالو۔ آپ کیا مشورہ دیتے ہیں؟ فرمایا: دکان بنالو۔ کبھی کسی میت کے ورثاء کی امداد کر سکو گے، کبھی کسی مریض کی امداد بھی کر سکو گے۔

ایک شخص نے عرض کیا: امام طاؤس تو دعا نگاہ کرتے تھے: اے اللہ! مجھے مال بھی نہ دے اور اولاد بھی نہ دے۔ یہ سن کر امام احمد بن حنبلؓ فرمائے گے: امام طاؤسؓ کے مرتبے تک کون پہنچ سکتا ہے؟ یاد رکھو! دولت مندی میں ہی عافیت، آرام اور سکون ہے۔

اسی طرح ایک دن لوگ جمع ہوئے۔ کسی نے پوچھا: آپ کے پاس ایک درہم تجارت کا ہے، ایک درہم کسی نے ہدیہ دیا ہے، ایک درہم کسی جگہ پڑھانے کی تجوہ میں ملا ہے، ایک درہم بغداد کے اناج سے ملا ہے۔ آپ کو ان چاروں میں سے کون سامال سب سے زیادہ اچھا لگے گا۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا: سب سے اچھا درہم وہ ہے جو تجارت سے حاصل ہو۔ سب سے برا وہ ہے جو کوئی شخص مجھے دے۔ جہاں تک پڑھانے کی تجوہ ہے تو وہ ضرورت مند ہی لے سکتا ہے۔

اور بغداد کے درہم کا تاویہ حال ہے کہ اگر مقروض ہونے کے حالت میں موت آئے، یہ میرے لیے اس سے بہتر ہے کہ میں بغداد تجارت کے لیے جاؤں۔ (الحث على التجارة) الغرض اپنی تجارت کو بڑھائیں۔ مسلمانوں کو خود کفیل بنانے کی کوشش کریں۔ تو انعامِ اسلام کی تعمیر میں اپنا حصہ ڈالیں۔ کم ہمیق اور سستی کو دین ہرگز نہ قرار دیں۔

امام محمد بن شیعیانی رحمۃ اللہ علیہ نے بے شمار کتب لکھیں۔ آپ کی زندگی سراسر علم، فتنہ اور تالیف و تدوین سے بھری ہوئی ہے۔ آپ امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف، امام مالک اور امام سفیان ثوری رحمہم اللہ جیسے جلیل القدر اہل علم کے شاگرد اور امام شافعی رحمہم اللہ جیسے مجتہد مطلق کے

استاد ہیں۔ آپ ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی عراق بھی رہے۔ آپ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے بعد عراق کے سب سے بڑے عالم کھلائے۔ امام محمدؐ نے جب متعدد تصنیفیں مکمل فرمائیں تو ایک شخص نے آپؐ سے ایک عجیب سوال کیا: آپؐ نے بہت تصنیفات کی ہیں، کوئی کتاب زہدو تقوی؀ کے موضوع پر بھی لکھی ہے؟ امام محمد رحمہ اللہ کا جواب نہایت حیران کن تھا۔ فرمایا: جی ہاں لکھی ہے اور وہ ہے: کتاب الپیوع۔

ظاہر خرید و فروخت کا زہد و تقوی؀ سے کوئی تعلق نہیں بنتا۔ مگر یہ بات کہہ کر امام محمد رحمہ اللہ نے ہمیں بہت بڑا پیغام اور سبق دیا۔ مقصد یہ تھا کہ خرید و فروخت اور ذریعہ روزگار اگر شریعت کے مطابق ہے اور آدمی کے پیٹ میں حلال لئے جا رہا ہے تو یہی سب سے بڑا زہد و دروغ ہے۔ اس سوال کا مذکورہ جواب دینے کے بعد امام محمد رحمہ اللہ نے ”حلال کسب معاش“ کو بطور خاص موضوع بناتے ہوئے کتاب الکسب لکھنا شروع کی۔ اسی دوران آپ پیار پڑ گئے۔ یوں یہ کتاب پا یہ تکمیل کونہ پہنچ سکی۔ کسی نے آپ سے کہا آپ مزید جن کتابوں پر کام کرنا چاہ رہے ہیں، اس کی فہرست بنادیں، تاکہ تشنہ پہلوں کی نشاندہی ہو جائے اور بعد کے لوگ اس پر کام آگے بڑھا سکیں۔ آپؐ نے زہد و تقوی؀ کے ہزار موضوعات کی ایک فہرست بنائی جس میں پہلی کتاب وہ ہے جو ”کتاب الکسب“ کی صورت میں آپؐ نے پیش کر لی تھی۔

اس سے یہ بات کس قدر گھر کر سامنے آ رہی ہے کہ زہد و تقوی؀ کی ابتداء بھی کسب حلال ہے اور سب سے اعلیٰ معیار بھی اس تین شریعت کی پاسداری کرنے میں کامیاب ہو جانا ہے۔ آپؐ ایک دوسرا نکتہ بھی ملاحظہ کیجیے۔

اس وقت اہل مغرب کے پاس دولت کی ریل پیل، مادی ترقی، معاشی بالاتری اور اساب و دوسائل کی فراوانی کو دیکھتے ہوئے ایک مسلمان ضروریہ سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ آخر اس ارتقا اور بلندی کا راز کیا ہے؟ اس کے ساتھ ہی نہایت پیچگی کے ساتھ اس کے ذہن میں یہ آتا ہے کہ معاشی اور تجارتی ترقی کے راز دراصل ہیں ہی انہی کے پاس۔ اس خیال کو مزید تقویت اس وقت ملتی ہے، جب ہم ہر طرف سے معلومات کا اڈتا ہو اطوفان دیکھتے ہیں۔ جہاں نہایت سلیقے کے ساتھ، جدید انداز میں اور ہر زبان و بیان میں اقتصادی ترقی پر بہت لکھا ہوا ہمیں ملتا ہے۔ یہ وہ الجھن

اور خیال ہے جس نے ہمیں اپنے دین کے احکامات، اپنے اسلاف کے علمی ورثے اور تمام تحقیقات کی بنیاد کی حیثیت رکھنے والی کتب و تحریرات سے یکسر دور کر دیا ہے۔ اس کی اصل وجہ انٹرنیٹ ذرائع پر غیر مسلموں کا بلا شرکت غیرے قبضہ اور اپنے مدعاؤ دوسروں کے دل و دماغ میں مخونے کے لیے ظاہری چکاچوند کا سہارا لینے کا تھکنڈا ہے۔ اگر ہم سوچ کو ذرا بلند کرتے ہوئے، یقین کے چراغ کی لو اوپھی کر کے، ادنیٰ کوشش کے ذریعے تجارت و معیشت سے متعلق اسلامی ذخیرہ کتب کی طرف بڑھیں۔ ان کو ذرا سا مس کریں تو ہمیں اندازہ ہو کہ الٰہ اسلام نے نہایت عرق ریزی اور باریک بنی کے ساتھ پورے دین اور بالخصوص معیشت و تجارت کو الف سے یہ تک بیان کیا ہے۔ یوں کہیے کہ بال کی کھال اتنا نے کی حد تک ان کی تفصیل ذکر کی ہے۔

قارئین! یہ دونکات ہیں اور تیسرے کنارے پر ہم کھڑے ہیں۔ ایک طرف ہمیں تجارت کی اعلیٰ اسلامی اخلاقیات اپنا کر خود کو زاہد اور متقدی کے قالب میں ڈھالنے کی تلقین ہے تو دوسری جانب اس کے لیے ضروری رہنمائی کے صافی چشموں کے تعین کی بات ہے۔ لہذا اب ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہے کہ ”جنّتی تاجر“ بننے کے لیے اسلام کی وسیع تر اقتصادی بدایات کو حرز جان بنا کیں اور امام محمد رحمہ اللہ کے بقول اپنے پیٹ میں ایک بھی لقمه حرام جانے سے پوری کوشش کے ساتھ نہ کر اپنے عظیم ترہدف کو پا جائیں۔  
(بیکریہ شریعہ اینڈ برس)

### زلزلہ کے وقت کیا کیا جائے؟

زلزلہ جہاں قیامت کی نشانی ہے وہیں اس بات کی بھی علامت ہے کہ زلزلہ زدہ علاقے میں برائیاں عام ہیں۔ اس لیے زلزلہ کو اللہ کی طرف سے عذاب سمجھ کر اس سے عبرت حاصل کرنا چاہیے اور اس وقت تضرع، خشوع و خضوع کے ساتھ کثرت سے توبہ و استغفار، دعا اور صدقہ کرنا چاہیے اور قرآن و سنت سے ثابت دعائیں پڑھنی چاہیے۔ نبی کریم ﷺ بلاؤں و آفات سے حفاظت کے لیے صبح و شام یہ دعا پڑھا کرتے تھے۔

﴿أَللَّهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكُ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَآهَلِي وَمَا لِي أَللَّهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِي وَأَمِنْ رُوْعَاتِي أَللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَيْنِ يَدَيِّي وَمِنْ خَلْفِي وَعَنْ يَمِينِي وَعَنْ شَمَائِيلِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِي﴾

مولانا عبدالحفيظ شاہ ولی پشاوری  
مدادی: حضرت مسیح جمیل (ع) حضرة امیر پیغمبر

## سیاست کیا ہے؟

جس دن سے مسلمانوں کا سیاسی زوال شروع ہوا یورپ میں ترقی کی سرسری ہٹ اسی دن سے شروع ہو گئی۔ پندرہویں صدی کے اختتام پر مسلمانوں کے ہاتھ سے جب اندرس نکل گیا، تو اس کے 100 سال بعد ہی یورپ کو ایک بڑی مادی کامیابی یہ حاصل ہوئی کہ انہوں نے امریکا دریافت کیا (اگرچہ صحیح بات یہ ہے کہ مسلمانوں نے امریکا اس سے بھی پہلے دریافت کر لیا تھا) اور واسکو ڈی گامہ نے ہندوستان کا بھری راستہ بھی معلوم کر لیا۔ یہ دو واقعات بظاہر چھوٹے ہیں لیکن ان واقعات نے پوری دنیا کی تاریخ اور جغرافیہ کو بدل ڈالا اور قوموں میں انقلاب برپا کیا۔ بعض چھوٹے چھوٹے واقعات کے اثرات کئی صدیوں تک چلتے ہیں۔

لمحوں نے خطاکی صدیوں نے سزا پائی

علمائے اندرس کی کاؤشوں کا ہی نتیجہ تھا کہ یورپ میں صنعتی ترقی کا آغاز ہوا۔ یہ انقلاب اپنے ساتھ بے شمار نئے مسائل لے کر آیا۔ پھر 18 ویں صدی کے اختتام پر انقلاب فرانس سے اور بھی تبدیلیاں آئیں۔ یہ دو انقلابات یورپ کا صنعتی اور فرانس کا سیاسی انقلاب ایسے ہیں جنہوں نے پوری دنیا کی زندگی کا رخ بدلا۔ اس انقلاب کی بدولت ہمیں چند مسائل در پیش ہیں۔ اس وقت ان حالات اور مسائل سے پیش نظر ہمیں پانچ بڑے میدانوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے:

(1) فکری و فلسفی میدان: یہ ہمارے عقائد پر حملہ آور ہوا اور نئے نئے شبہات پیدا کیے۔

(2) معاشی میدان: اس سے دو بڑے نظام سرمایہ داری اور سو شیزم سامنے آئے۔

(3) سیاست کا میدان: اس سے مغربی جمہوریت کا نظام وجود میں آیا۔

(4) طبی میدان: علاج کے حوالے سے کونسا علاج جائز اور کونسا ناجائز ہے۔

(5) قانون کا میدان: یورپ نے قانون فقہ اسلامی کے مقابلے میں اپنا قانون مرتب کیا۔

ہمیں ان میں سے ہر میدان کے لیے تیار رہنا چاہیے البتہ «مالا یدر ک کله لا یتدر ک کله» یعنی جب ہر طرف سے گیراؤ نہیں ہیں اور ہر کوئی وقت کی کمی کا رونا روتا ہے تو کسی ایک میدان کو منتخب کر کے اس میں کام کرنا چاہیے۔

علمائے اسلام کو پانچ میدانوں میں کام کرنے کی ضرورت ہے۔ ان میں دو خصوصی طور پر زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ ایک معیشت اور دوسرا سیاست کا میدان۔ یہ زندگی کے دو ایسے پہلو ہیں کہ موجودہ دور میں انسان کی زندگی پر بہت دور رس اثرات مرتب کیے ہیں اور یہی وہ بڑے میدان ہیں جن کے بارے میں عام طور پر یہ سوال بار بار اٹھایا جاتا ہے کہ ان دونوں میں راجح وقت نظریات اور اصولوں کو اسلام کے خلاف قرار دیا جاتا ہے تو پھر ان میں اسلام کے اصولوں کو نافذ کرنے کا کیا طریق کار ہو گا؟

یعنی جس طرح آج یہ سوال ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اگر سود حرام کیا ہے اور علمائے کرام یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس وقت جو نظام معیشت سود کی بنیاد پر چل رہا ہے وہ غیر اسلامی ہے تو اسلامی اور غیر سودی بنیادوں پر معیشت کو کس طرح چلایا جاسکتا ہے؟

اسی طرح دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ اس وقت جن سیاسی نظریات کی بنیادوں پر حکومتیں تشكیل دی گئی ہیں، اگر وہ اسلام کے خلاف ہیں یا ان کی تعلیمات اسلام کے خلاف ہیں تو اسلام کی بنیاد پر آج نظام حکومت کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے؟ یہ دعویٰ تو کیا جاتا ہے کہ اسلام میں بادشاہت نہیں، آمریت نہیں، جو سنجیدہ حلے ہیں وہ ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ اسلام کا نظام حکومت بالکلیہ جمہوریت کے بھی موافق نہیں۔ تو پھر اسلام کا نظام حکومت کیا ہے؟ اور اس کے موجودہ دور میں نافذ کرنے کے لیے کیا طریق کار اختیار کیا جائے گا؟

اس سلسلے میں مختلف سیاسی نظریات کا جائزہ لے کر یہ واضح کیا جائے گا کہ اس دور میں اسلامی حکومت کی عملی صورت کیا ہو سکتی ہے؟ موضوع کے تمام پہلوؤں کا احاطہ اس وقت ممکن نہیں کیوں کہ سیاست ایک مستقل علم کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس پر بڑی خصیم کتابیں تالیف کی گئی ہیں۔ اس علم کو سیاست کہتے ہیں اور انگریزی میں پولیٹکل سائنس کہا جاتا ہے۔ تاہم خلاصے کے طور پر چند معروضات پیش نظر ہے۔

سیاست کیا ہے؟

علم سیاست کے ماہرین اور فلاسفہ نے پہلے یہ سوال اٹھایا ہے کہ حکومت و سیاست کیسے وجود میں آیا؟ اس سوچ کی بنیاد پر کئی قسم کے نظریات سامنے آئے۔ واضح رہے کہ یہ ان لوگوں کی نظریات ہیں جو آسمانی ہدایت کی روشنی سے محروم ہیں اور عقل سے سوچتے ہیں۔ وہ چار نظریات یہ ہیں:

- |  |
|--|
| (1) معاهدة عمرانی کا نظریہ<br>(2) نظریہ قوت<br>(3) نظریہ پدر سری یا مادر سری<br>(4) اصل خداوندی کا نظریہ |
|--|

معاہدہ عمرانی جس کو انگریزی میں social contract سے تعبیر کرتے ہیں، کا مطلب یہ ہے کہ جب انسان دنیا میں آیا تو کوئی حکومت نہیں تھی۔ اس کو فطری حالت (state of nature) کہتے ہیں۔ اس فطری حالت میں افراد کے مفادات ایک دوسرے سے مکراتے تھے۔ اس طرح آپس میں جھگڑوں کی بنیاد پڑی۔ سب لوگوں نے مل کر سوچا کہ کوئی ایسا نظام بنایا جائے کہ یہ مفادات کی جگہ ختم ہو جائے اسی پر انہوں نے آپس میں ایک معاہدہ کیا کہ اسی نظام کے تحت زندگی گزاریں گے۔ اسی معاہدے کے نتیجے میں ریاست وجود میں آیا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ خود انسانوں نے اپنے باہمی مفاد کی خاطر معاہدے کے ذریعے ریاست کا ادارہ قائم کر لیا۔ نظریہ معاہدہ عمرانی کے نتیجے میں دو متضاد نظام ہائے سیاست وجود میں آئے ایک ”مطلق العنان حکمرانی“ جبکہ دوسرा ”عوامی حکومت“

بعض لوگوں نے معاهدہ عمرانی کی تشریع اس طرح کی کہ چونکہ افراد نے اپنے مفاد کی خاطر اپنے تمام حقوق اور اختیارات ریاست کو سپرد کر دیے تو اب ریاست کو مکمل آزاد اور مطلق العنان ہونا چاہیے تاکہ افراد یہ کنٹرول باسکے۔

اس نظریے کا اعلیٰ ترین مظاہرہ ستر اٹ نے کیا۔ وہ افلاطون کا استاد تھا۔ اور یونان کا رہنے والا تھا۔ ان مخالف نظریات کی بنا پر حکومت وقت نے اس پر الزام لگایا کہ یہ ہمارے آباء واحد داد کے نظام مذہب اور اخلاق سے مخرف ہے۔ ہماری نئی نسل کا ذہن بگاڑ رہا ہے۔ حکومت یونان نے اسے سزاۓ موت سنائی۔

پندرہویں صدی تک معاهدہ عمرانی کی مذکورہ بالا تشریع ہوتی رہی۔ پھر فرانس میں تین فلسفی پیدا ہوئے جن کا حوالہ علم سیاست میں ہر جگہ آتا ہے: (1) تھامس ہابس (2) لاک (3) روسو۔ پہلے دونوں نے معاهدہ عمرانی کی تشریع وہی مطلق العنان حکمرانی کی لیکن روسو نے تشریع اس طرح کی: ”ریاست خود سے وجود میں نہیں آیا بلکہ عوام نے مل کر باہمی معاهدہ کر کے ریاست کو وجود دیا۔ لہذا جو بھی حاکم و سربراہ اس کے اقتدار و اختیار کا سرچشمہ عوام ہو گا۔ وہ عوام کی نمائندگی کرے گا، عوام کی مرضی کے مطابق حکومت کرے گا۔ اگر وہ عوام کی مرضی، خیر خواہی اور منشا کے خلاف حکومت کرے تو در حقیقت وہ معاهدہ عمرانی کی خلاف ورزی کر رہا ہے۔ اس وجہ سے وہ معزولی کا مستحق ہے، عوام کو حق حاصل ہے کہ اس کو معزول کرے۔“ یہ روسو وہی شخص ہے جس کی بدولت فرانس میں انقلاب آیا۔

### طااقت کا نظریہ:

اس فریق کے نظریے کے مطابق ریاست طاقت کی بنیاد پر وجود میں آئی۔ اس نظریہ کو تعبیر کرنے کے لیے انگریزی میں ایک فقرہ مشہور ہے: ”wars begate state“ یعنی جنگوں نے ریاست کو جنم دیا۔ در حقیقت ابتدا میں کوئی ریاست نہ تھی۔ یہ نظریہ ارسٹو کا تھا کہ جو شخص دوسرے پر غالب آتا وہ اپنی کسی صلاحیت کی بنا پر غالب آتا۔ اسی صلاحیت کی وجہ سے وہ حکمران بن جاتا۔

### نظریہ پدر سری، مادر سری:

تیسرا توجیہ نظریہ پدر سری یا مادر سری کی ہے۔ اس نظریے کا حاصل یہ ہے کہ ریاست کی اصل بنیاد خاندان سے چلتی ہے۔ ہر خاندان کا ایک سربراہ ہوتا ہے۔ وہی اس کا حاکم ہوتا ہے۔ کئی خاندان مل کر قبیلہ بن جاتا ہے، تو کوئی اس کا سربراہ بن جاتا ہے۔ کئی قبیلے مل کر ریاست کی بنیاد ڈال دیتے ہیں اور اپنے میں سے کسی کو حاکم بنالیتے ہیں۔ اگر غور کیا جائے تو یہ نظریہ معاهدہ عمرانی سے مختلف نہیں۔

## نظام خداوندی کا نظریہ:

پہلے تینوں نظریات مخفی قیاسات پر مبنی ہیں، کسی کے پاس ثبوت نہیں کہ انسانوں کے درمیان واقعی معادہ ہوا تھا یا لوگ طاقت کی بنیاد پر اقتدار میں آئے ہیں۔ ان نظریات کی بنیاد اس بے بنیاد مفروضے پر ہے کہ انسان خود بخود اس کائنات میں پیدا ہوا۔ قرآن کریم میں ہے:

**﴿مَا أَنْهَمْ بِنْدِلَكَ مِنْ عِلْمٍ إِنْ هُمْ إِلَّا يُظْنَوْنَ﴾**

”ان لوگوں کو اس بات کا علم کوئی نہیں بس قیاسات کرتے رہتے ہیں۔“

جو لوگ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ اللہ نے یہ کائنات پیدا کی ہے۔ کسی مقصد کے تحت انسان کو بھیجا۔ ان لوگوں کو قیاسات کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں اور اہل کتاب کے عقیدے کے مطابق اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کر کے دنیا میں بھیجا تو آدم علیہ السلام کو ہی حاکم بنا دیا اور باقی لوگ جو پیدا ہوئے وہ ان کے تابع اور حکوم ہوئے۔

اصل خداوندی کا حاصل یہ ہوا ”انسانوں پر کوئی ایسا زمانہ نہیں گزرا جس میں ان کی کوئی ریاست نہ ہو اور وہ مخفی لاقانونیت کی زندگی گزارے۔“

یہ تو ریاست کے بارے میں نظریات تھے۔ اب اسلام میں سیاست کا کیا مرتبہ ہے؟ آئیے دیکھتے ہیں۔

## اسلام اور سیاست کا باہمی تعلق:

اسلام اور سیاست کے تعلق کے بارے میں آج کل دو ایسے نظریات پھیل گئے ہیں جو افراط و تفریط کے دو انتہائیوں پر ہیں۔ ایک طرف سیکولر ا Razm ہے جبکہ دوسرا نظر انتہا پسندوں کا ہے۔ سیکولر نظریہ:

ان کا کہنا ہے: ”ذہب انسان کا ذاتی و انفرادی معاملہ ہے جس کا تعلق صرف اس کی ذاتی زندگی سے ہے سیاست و حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔“ یہ نظریہ وجود میں آیا؟ اس کے کئی وجہات ہیں:

(1) یہ نظریہ درحقیقت عیسائی تھیو کریسی کی خرابیاں سامنے آنے کے بعد ایک رد عمل کے طور پر اپنایا گیا۔

(2) سیکور جمہوریت کے رواج کے بعد یہ مقبول ہوا۔

(3) اس نظریہ کو مزید تقویت بعض ان دینی حلقوں کے طرز عمل سے بھی ملی جنہوں نے نہ صرف خود اپنی سرگرمیوں کا سارا محور عقائد و عبادات اور زیادہ سے زیادہ اخلاق کی درستی تک محدود رکھا بلکہ جو لوگ اس دائرے سے باہر جا کر کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں مصروف ہوئے ان پر تنقید بھی کی کہ ایک دیندار آدمی سیاست میں کیوں ملوث ہو؟

(4) یہ نقطہ نظر درحقیقت اسلام کو دوسرا مذاہب پر قیاس کرنے سے پیدا ہوا۔ حالانکہ یہ قیاس قطعی طور پر غلط ہے۔ اسلام کی ہدایات و تعلیمات صرف عقائد و عبادات اور اخلاق تک محدود نہیں بلکہ اسلام مالیاتی معاملات اور سیاست و حکومت کے بارے میں بھی ہمیں بڑے اہم احکام عطا فرماتا ہے جن کے بغیر اسلام کا کلی تصور ناممکن ہے۔  
الغرض ان لوگوں نے افراط سے کام لیا۔

#### انہتا پسندانہ نظریہ:

بعض لوگوں نے سیکولرزم کی تردید میں اتنی شدت اختیار کی کہ سیاست ہی کو اسلام کا مقصود اصلی قرار دیا۔ ان کا کہنا ہے: ”اسلام کا اصل مقصد ہی یہ ہے کہ دنیا میں ایک عادلانہ سیاسی نظام قائم کیا جائے اور باقی سب اسلامی احکام اس کے تابع ہیں۔ جو شخص سیاست کے میدان میں دین کی سر بلندی کے لیے کام کر رہا ہے اس نے دین کے مقصود اصلی کو پالیا اور جو لوگ سیاست سے ہٹ کر اصلاحِ نش، تعلیم، تبلیغ یا اصلاحِ معاشرہ میں مصروف ہیں اور سیاست میں ان کا کوئی کردار نہیں وہ تنگ نظر اور دین کے اصل مقصد سے غافل ہیں۔“

یہ نظریہ تفریط پر بنتی ہے۔ یہ دونوں نظریات افراط و تفریط کے نظریات ہیں جو اسلام کے صحیح مقام سے ناواقفیت پر بنتی ہیں۔

#### اسلام میں سیاست کا مقام:

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی ہدایات، تعلیمات اور احکام زندگی کے ہر شعبے سے متعلق ہیں جن میں سیاست بھی داخل ہے، لیکن سیاست کو مقصود اصلی قرار دے کر باقی احکام کو اس کے تابع کہنا بھی غلط ہے۔ انسان کی تخلیق کا مقصد اس آیت میں اللہ نے بیان فرمایا:

## ﴿وَمَا كَلَّقْتُ الْجِنَّةِ وَالْإِلَٰسْنَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ﴾

”اور میں نے انسان اور جنات کو اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کرے۔“

عبادت کا معنی ہے بندگی۔ بندگی کے مفہوم میں پرستش کے تمام طریقے داخل ہیں اور زندگی کے ہر معاملے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھی۔ پھر عبادت کی دو قسمیں ہیں:

(1) ایک وہ عبادت جس کا مقصود اللہ تعالیٰ کی پرستش کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ مثلاً: نماز، روزہ، حج وغیرہ۔ یہ براہ راست عبادت ہیں۔

(2) دوسری قسم وہ عبادات ہیں جس میں کوئی عمل دنیاوی فائدے کے لیے کیا جاتا ہے، لیکن جب وہ عمل اللہ کے احکام کے مطابق کیا جائے اور نیت صرف اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کی ہو تو وہ بالواسطہ عبادت بن جاتا ہے۔ مثلاً: تجارت یا نکاح اگر اللہ کے احکام کی پابندی کے ساتھ اور اخلاق کے ساتھ کی جائے تو وہ بھی اس معنی میں عبادت ہے کہ اس پر ثواب ملتا ہے۔ یہ بالواسطہ عبادت ہے کیونکہ تجارت اور نکاح اپنی ذات میں عبادت نہیں تھی بلکہ وہ اطاعت اور حسن نیت کے واسطے عبادت بنی۔

بھی حال سیاست و حکومت کا بھی ہے کہ اگر حکومت کی کارروائیاں اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق اسی کی رضا جوئی کے لیے انجام دی جائیں تو عبادت ہے، لیکن بالواسطہ کہ اپنی ذات میں ایک دنیاوی کام ہے لیکن اطاعت اور حسن نیت کی وجہ سے عبادت بن گئی۔

عبدادت کی یہ دونوں قسمیں مل کر انسان کی تخلیق کا مقصد بنتی ہیں۔ جو عبادت براہ راست ہیں ان کا مرتبہ بالواسطہ عبادت سے بلند ہو گا۔ بالواسطہ عبادتیں بہت ہیں ان میں کسی ایک کو انسان کی تخلیق کا مقصد نہیں کہا جاسکتا، بلکہ ان کا مجموعہ بالواسطہ عبادتوں سے مل کر مقصد بنے گی۔ ان بالواسطہ عبادتوں میں مختلف درجات ہیں۔ جو بالواسطہ عبادت جتنے عام اور ہمہ گیر اثرات کے حامل ہو گی وہ اہم ہو گی۔ سیاست کا نظام اگر شریعت کے مطابق ہو کر صحیح معنوں میں اسلامی حکومت قائم ہو جائے تو اس کے ذریعے تمام بالواسطہ اور بالواسطہ عبادتوں کی ادائیگی نہ صرف آسان بلکہ ان کا دائرہ عملًا زیادہ وسیع ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے دوسری بلاواسطہ عبادتوں کے مقابلے میں اس کی اہمیت زیادہ ہے لیکن دین کا اصل مقصود قرار دینے سے متعدد خرابیاں جنم لیتی ہیں۔



گوشہ خواں

## پچھے اور میٹھا زہر۔۔۔۔۔ بچوں کو شیطانی آلات سے بچائیں النور غازی

ایک اہم بات جس سے اجتناب ضروری ہے۔ وہ یہ ہے کہ آج کل کے دجالی میڈیا اور شیطانی آلات سے بچنا۔ اس کی وجہ سے گھروں میں بے برکتی نے ذیرے ڈال رکھے ہیں۔ یہ تمام تر نجاست اسی کی ہے۔ ان چیزوں نے غفلت اور اللہ و رسول ﷺ کے نام سے بیزاری میں ایسا مشغول کر دیا ہے کہ پچھے کے ذہن میں اس کے علاوہ اور کچھ چیز ہے ہی نہیں۔ وہ ہر وقت یہی سوچتا ہے کہ شام کو جاؤں گا اور یہ دیکھوں گا اور یہ دیکھوں گا۔ اسی سے متاثر ہو کر وہ عادات اپناتا ہے۔

آج کل بچوں کے بگاڑیں سب سے اہم کردار بے لگام میڈیا اور فلمس پر و گراموں کا ہے۔ بے ہودہ پروگرام، معاشرے پر مبنی ڈرامے اور فلماشی عربیانی سے بھر پور فلمیں اب توہر موبائل فون میں بھی موجود ہوتی ہیں اور ایک ایک گھر میں پانچ پانچ موبائل فون ہوتے ہیں۔

یاد رکھیے! ہر چیز کے دو پہلو ہوتے ہیں: ثابت اور منفی۔ آج کی جدید سائنس اور شیکنا لو جی کی ترقی نے زندگی کو با سہولت بنایا ہے، اس سے انکار ممکن نہیں۔ فاصلے اتنے کم ہو گئے ہیں کہ دنیا ایک گلوبل ویچ کی صورت اختیار کر گئی ہے۔ سائنس اور شیکنا لو جی کی اس ترقی میں جہاں دوسرا چیزیں شامل ہیں۔ وہاں الیکٹرانک میڈیا، سو شل میڈیا اور بالخصوص موبائل فون زیادہ معاشرے کی بگاڑیں بڑا اثر رکھتے ہیں۔ اس لیے بھی کہ ان کی ضرورت ہے اور اس لیے بھی کہ ہر عام و خاص اسے خریدنے کی استطاعت رکھتا ہے۔ اب تو لوگ دو دو موبائل فون رکھتے ہیں۔ جب موبائل نہیں تھا، اس کی ضرورت بھی نہیں تھی، مٹیک ٹھاک زندگی گزر رہی تھی۔ خدا کی قدرت ہے کہ جب موبائل آگیا تو اب ہر آدمی نے اس کی ضرورت محسوس کی اور واقعی اس دور میں موبائل کی ضرورت اور اس کی سہولت سے انکارنا ممکن ہے۔ تاہم موبائل کے درست اور ثابت استعمال کے ساتھ ساتھ اس کا منفی رخ بھی ہے، جو اس کا ناجائز استعمال ہے۔ موبائل کے ہزار فوائد سہی اور لاکھوں منافع سہی، مگر غلط استعمال کی صورت میں اس کے بے تحاشا نقصانات بھی ہیں۔ جنہیں نظر انداز کرنا حقیقت سے منہ موڑنے کے مترادف ہے۔ موبائل کے غلط

استعمال سے ہونے والے نقصانات اور ان کا ازالہ کیسے ممکن ہے؟ ان کی نشان دہی کریں گے، پھر ازالے کے لیے تجویز دے گے۔ میرا مقصد ہر گز نہیں کہ موبائل کے استعمال پر پابندی لگائی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ موبائل کو صرف موبائل برائے ضرورت و جائز سہولت استعمال کیا جائے۔ شروع شروع میں موبائل صرف بات کرنے اور سننے کی حد تک محدود رہے، لیکن رفتہ رفتہ ہر مہینے بعد موبائل کسی نئی سہولت کے ساتھ اپنی شکل بدلتا رہا ہے۔ موجودہ دور میں موبائل کی جدید شکل ایک کمپیوٹر ہے۔ جو فلکشن کمپیوٹر یا لپ تاپ کا ہے، وہ سارا نظام اور سہولتیں موبائل میں بھی ہیں۔

بہت آسانی کے ساتھ موبائل سے تصویر کھینچی جاسکتی ہے۔ موسيقی سن سکتے ہیں۔ ٹی وی پروگرام آسانی موبائل پر دیکھے جاسکتے ہیں۔ ریڈیو یا شیپ ریکارڈ کی ضرورت یا سہولت بھی موبائل میں موجود ہے۔ لوگ سینما نہیں جاتے یا کم جاتے ہیں، کیونکہ موبائل خود ایک سینما گھر بن چکا ہے۔

آج کل موبائل جس پڑھنے والے ناسمجھنے پچھے اور پچھی کے ہاتھ میں آگیا تو سمجھ جائیں کہ اس کے لیے برائی کا راستہ کھل گیا۔ میرا خیال ہے کہ پڑھنے والے بچے، بچی کی ہر گز ضرورت نہیں ہے۔ ہمارے بہت سے احباب جوش میں آکر، دوسروں کی دیکھادیکھی اپنے بچوں کے ہاتھ میں یہ آلہ تھما دیتے ہیں اور گویا خود ہی اپنے قلعے میں بارود رکھ دیتے ہیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ان بچوں کے ہاتھ میں موبائل آتا ہے تو یہ برا یوں کی طرف راغب ہو جاتے ہیں۔ موبائل دوستیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ ظاہر سی بات ہے پہلے لڑکا اور لڑکی کی دوستی مشکل ترین کام ہوتا تھا، لیکن اب یہ انتہائی آسان بن گیا ہے۔

ہماری نسل اس مصیبت میں اس قدر گرفتار ہو چکی ہے کہ ہمیں پرواہی نہیں۔ پیسے کا گم ہو جانا بڑا نقصان نہیں ہے جتنا بڑا نقصان اولاد کا گم ہو جانا، نسل کا گم ہو جانا ہے۔ آج پیسے کے گم ہو جانے پر ہمیں نقصان کا احساس ہوتا ہے، لیکن اولاد کے گم ہو جانے اور ضائع ہو جانے پر احساس نہیں۔ بیٹی گھر سے نکلتی ہے، موبائل اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ بیٹا بھی میٹر ک پاس نہیں کر پاتا، موبائل اس کے ہاتھ میں پکڑا دیتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں جس قسم کے واقعات جنم لیتے ہیں، اس ہو شر بار پورٹ سے اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

ایک بھی ادارے نے عرق ریزی سے ایک رپورٹ تیار کی ہے۔ اس میں یہ ایک بات سامنے آئی کہ صرف ایک سال میں یعنی جنوری 2012ء سے جنوری 2013ء تک 17 ہزار 211 لاکیاں اپنے گھروں سے ان آشناویں کے ساتھ فرار ہو گئیں جن کے ساتھ موبائل پر دوستی ہوئی تھی۔ ان فرار ہونے والیوں میں 4

ہزار شادی شدہ اور بچوں والی عورتیں بھی ہیں۔ 2 ہزار سے زائد کالج کی طالبات ہیں، جبکہ ایک ہزار گھریلو لڑکیاں ہیں۔ موبائل فون پر فری میسجز اور رات بھر کے فری کال پیغیز نے نوجوانوں میں فری گپ شپ، بے ہودہ اور فحش پیغامات اور پھر ایک دوسرے کو سہانے خواب دکھانے کو رواج دیا اور ڈراموں کے آوارہ کرداروں نے انہیں گھروں سے بھاگنے پر آمادہ کیا۔

ان بھاگنے والیوں میں کئی شریف خاندانوں اور دین دار گھرانوں کی عورتیں بھی شامل ہیں۔ اسی طرح کیبل، انٹرنیٹ اور سو شل میڈیا کے بے ہنگم طوفان نے بھی ”ینگ ہریشن“ کو پاگل و دیوانہ کر دیا ہے۔ کیبل، انٹرنیٹ اور سو شل میڈیا پر نوجوان نسل کی اکثریت فحش تصاویر اور ناجائز ویدیو کلپ دیکھتی ہے۔ ایک مصدقہ روپورٹ کے مطابق 57 فیصد ویب سائٹوں پر فحش اور بے ہودہ مواد دیکھتے اور پڑھتے ہیں۔ پاکستان میں سیکس و رکرز کی تعداد 12 سے 16 لاکھ بتائی جاتی ہے۔ یہ افراد بد کاری، ہم جنس پرستی، شر مناک کاروبار اور دیگر بیسیوں قسم کے گھناونے دھندوں میں شریک ہیں۔ یہ نوجوان نسل کو روغلانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

کیبل پر چلنے والے ڈراموں اور فلموں میں ایسے مناظر دکھائے جا رہے ہیں جن میں اسلامی تہذیب و ثقافت، اسلامی شعائر، اعلیٰ اقدار اور محترم و مقدس رشتہوں کو پامال کیا گیا ہوتا ہے۔ اس وقت سب سے زیادہ دیکھے جانے والے ڈراموں اور فلموں میں وہ پہلے نمبر پر ہیں، جن میں محبت اور مذہب کا امتراج دکھائیا گیا ہوں۔ آج کل ہٹ دہرم فلم ہو یا مقبول ترین ڈرامہ سیریل ان میں سے 88 فیصد کا موضوع محبت اور مذہب کا ملاپ پوتا ہے۔

”عشق منوع“ جیسے ڈیڑھ سو کے قریب ڈراموں اور فلموں میں بھی کچھ ملے گا۔ ان ڈرامہ سیریل اور فلموں میں کبھی کسی دین دار شخصیت کو ہیر و اور عاشق بنایا کر پیش کیا جاتا ہے تو کبھی کسی امام مسجد کو عشق کی ڈور میں بندھا ہوا دکھایا جاتا ہے۔ کبھی مذہبی رجحان رکھنے والے باشرع نوجوان کو محبت نامے لکھتے ہوئے دکھا جاتا ہے تو کبھی صوم و صلوا کی پابند بر قع پہنچنے والی طالبہ کو عشق کی امریل بنایا کر پیش کیا جاتا ہے۔

یہ سب دیکھنے والی نوجوان نسل یہ سمجھنے لگتی ہے کہ شاید ہمارا مذہب ہی عشق بازی کی سر پرستی بلکہ حکم دیتا ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے، بلکہ یہ مستحسن اقدام ہے۔ ان کو دیکھ کر تو نوجوانوں کے ذہن میں یہ پیغام جاتا ہے شاید نماز، روزے کی طرح عشق کرنا بھی لازم ہے۔

ان بے ہودہ ڈراموں اور لچر فلموں میں مقدس رشتتوں اور اعلیٰ اقدار و اخلاقیات کو انتہائی غایظ طریقوں سے پالاں کیا جاتا ہے۔ جب نوجوان نسل یہ سب کچھ دیکھتی ہے تو غیر محسوس طریقے سے ان کے جذبات کو مہیز ملتی ہے۔ وہ بھی اسی طرح کی ایٹنگ کرنے لگتے ہیں۔ انجام کاروہ بھی کسی غلط راہ کی طرف نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ ”عشش“ کی اندر ہی وادی میں جا پہنچتے ہیں۔ جہاں سے باعزت و اپی ممکن نہیں ہوتی۔

ان ڈراموں اور فلموں سے دوسرا بر اقصان مذہبی حقوق اور دین دار طبقے کو ہورہا ہے۔ ایسے مناظر دیکھنے کے بعد نوجوان نسل کے ذہن میں غیر شعوری طور پر مذہبی رہنماؤں کی قدر و منزلت انتہائی کم ہو جاتی ہے۔ آپ خود سوچیں جب نوجوان، ڈرامہ سیریل میں روزانہ رات کو کسی امام مسجد، دین دار باشرع ہیر و کو عشق کی لٹ میں مبتلا دیکھے گا تو اس کے دل و دماغ میں یہ بات پختہ ہو جائے گی کہ یہ بھی ہماری ہی طرح ہیں، الہذا ان کی کسی بات پر توجہ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ عشق میں سب کچھ جائز ہے۔

بچوں کے لیے کارٹون، ہمیشہ سے دلچسپی کا باعث رہے ہیں۔ تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بچے اوسٹا 4 گھنٹے ٹوی، انٹرنیٹ اور خصوصاً کارٹون دیکھتے ہیں۔ بالعموم بچے 6 ماہ کی عمر سے ٹوی پر کارٹون دیکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ 2 سال کی عمر تک وہ ان کارٹون فلموں کے باقاعدہ اور شو قین ناظرین بن جاتے ہیں۔ نرسری کلاس سے گریجویشن تقریباً 1 ہزار گھنٹے ٹوی دیکھے چکے ہوتے ہیں۔

بچے ان کارٹون سے بہت کچھ سیکھتے ہیں۔ بہت کم اچھی باتیں اور بے شمار بے ہودہ چیزیں موجودہ دور میں بننے والے کارٹون بچوں کے صرف انٹرٹینمنٹ کا ذریعہ نہیں رہے۔ بچوں کے اخلاق و کردار اور ان کی سوچ کو ان کارٹون فلموں کے ذریعے منظم انداز میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ والدین اور اہل علم اس کے اوپر توجہ دیں کہ تفریح کے اس مردج طریقے کو کس طرح جائز انداز میں پیش کیا جائے۔ حدود کا تعین کیا جائے اور دائرہ کے اندر رہتے ہوئے کچھ ثابت قدم اٹھائیں جائیں۔ پھر اہل علم کا جو فیصلہ ہو کہ کون ساطریقہ اختیار کیا جائے؟ اس کی تگ و دو ہم سب کو مل کر کرنا ہو گی۔ ورنہ ہماری نئی نسل کے بگڑ جانے اور ڈھنی طور پر مفلون ہو جانے کا قوی اندیشہ ہے۔

ایک سروے کے مطابق پاکستان میں 30 ارب روپے تشبیہ پر خرچ کیے جاتے ہیں اور تشبیہ میں عورت اور بیم برہنگی کے ساتھ ساتھ ذو معنی جملے بھی استعمال کیے جاتے ہیں۔ پاکستان کی آبادی 19 کروڑ کے قریب ہے۔ ان میں چند لاکھ لوگ بھی ایسے نہیں ہوں گے جو اس بے ہودگی، غنیش گوئی، گالم گلوچ، عامینہ فقرے

بازی، ناج گانے، بے حیائی اور شرم و حیا سے عاری باتوں، ڈراموں، فلموں، شواور پر و گراموں کو پسند کرتے ہوں۔

ہمارے کرنے کا کام یہ ہے ہم اپنے گھروں میں اپنی بہن، بھائی، بیٹے اور بیٹی کی تمام حرکات و سکنات پر کڑی نظر رکھیں۔ بے جا اور بے تحاشا موبائل استعمال کرنے پر پابندی لگادیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے: ﴿الَا لَكُلُّ فَرَّاعٍ وَكُلُّكُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ﴾ ”یعنی تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحت کا مگر ان ہے، اس کے بارے میں تم سے پوچھا جائے گا۔“

یقیناً اولاد بگزتی ہے تو والدین سے اس کی اولاد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ ہمارے معاشرے میں عجیب چلن ہو چکا ہے۔ آج کل والدین اپنی اولاد خصوصاً کانج اور یونیورسٹیوں میں پڑھنے والی بیٹی اور بیٹے سے پوچھتے تک نہیں کہ یہ قیمتی موبائل، لیپ تاپ کہاں سے حاصل کیا؟ ان کی بیٹی رات گئے تک کس سے باشیں کرتی رہتی ہے؟ ان کا بیٹا اچانک کیوں خاموش رہنے لگا ہے؟ ان کے چال ڈھال میں کیوں تبدیلی آ رہی ہے؟ ہر وقت میک پر میک کیوں آ جا رہے ہیں؟ ہم اپنی نظروں کے سامنے یہ سب کچھ ہوتا دیکھتے ہیں اور مجرمانہ خاموشی اختیار کیے رکھتے ہیں۔

پچھے موبائل پر کتنا وقت صرف کرتے ہیں، اس پر نظر رکھیے، بچیاں رات کو تہائی میں ہر گز ہر گز انٹر نیٹ استعمال نہ کریں۔ قطعاً اور ہر گز اس کی اجازت مت دیجیے۔ 20 سال سے کم عمر بچوں کو تہائی میں اسکا پر استعمال کرنے کی اجازت مت دیجیے۔

ایک اور اہم بات یہ کہ بچیوں کو اپنی تصویر موبائل میں ہر گز نہ رکھنے دیں۔ موبائل گم ہو سکتا ہے اور کسی کے بھی ہاتھ لگ سکتا ہے اور کسی بھی غلط آدمی کے ہتھے لگ سکتا ہے۔ اس لیے سرے سے موبائل میں گھریلوں تصویر سے منع کر دیجیے اور فیس کی I.D پر بھی بچیوں کو تصاویر شیر کرنے سے روک دیں کیونکہ وہاں سے تصاویر اٹھا کر اور فیک آئی ڈیز بنانا کر جو کچھ ہو رہا ہے وہ بہت خطرناک ہے۔ ملک میں سخت سے سخت ترقانیں ملک کی حفاظت کے نام پر بنائے جا رہے ہیں۔ ہر انسان کی آزادی سلب کر لی گئی ہے تو ہم اپنی اولاد کی تربیت اور انہیں تباہی و بر بادی سے بچانے کے لیے سخت اصول کیوں بنانا اور اپنا انہیں سکتے۔

والدین کو دیکھنا یہ چاہیے کہ ان کے بیٹے اور بیٹیاں سیل فون کا استعمال کہاں اور کیسے کر رہے ہیں؟ آیا وہ کوئی ثابت کام کر رہے ہیں یا وقت ضائع کر رہے ہیں؟ لڑکے لڑکی کا فون استعمال کرنا صرف بات کی حد تک

نہیں۔ بات ملنے تک پہنچ جاتی ہے اور پھر وہ کچھ ہوتا ہے کہ شیطان بھی شرما جائے۔ اس سے صرف دو افراد نہیں، پورا معاشرہ بگزتا ہے۔

اس میں بچوں کا قصور تو ہے ہی، لیکن والدین بھی اپنے آپ کو بری الذمہ قرار نہیں دے سکتے۔ جو خرگوش کی طرح آنکھیں بند کیے بیٹھے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں تو شکاری سے نجات ہوں گا، لیکن پتا اُس وقت چلتا ہے جب پانی سر سے گزر چکا ہوتا ہے۔ بدنامی کا داغ ہمیشہ کے لیے ماتھے کا نشان بن کر رہ جاتا ہے۔ والدین کو چاہیے کہ بچوں کا نکاح جلد از جلد کر دیا کریں۔ ان کا نکاح کر کے انہیں گناہوں کی دلدل سے بچالیں۔ ورنہ وہی ہو گا جو ہو رہا ہے۔ کیونکہ جب پانی سروں سے اوچا ہو جاتا ہے۔ جب یہ دبے پاؤں فرار ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی آنکھ کی کلی کو توڑ کر لے جاتا ہے تو پھر روتے پیٹتے ہیں۔ خون کے آنسو بہاتے اور اپنی خاموشی پر پچھتاتے ہیں۔

ہم جس قسم کا نجات ہوتے ہیں، اس کے نتیجے میں کافیوں بھرا درخت ہی پیدا ہو گا۔ ہم جن چیزوں کو فروع دیتے ہیں، یہ چیزوں بے حیائی والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔ بد اخلاقی والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔ چوری چکاری والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔ ڈاکہ اور رہنمی والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔ قتل و غارت گری والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں اور ظلم والا معاشرہ پیدا کرتی ہیں۔ اس سے بچاؤ کی ایک ہی صورت ہے کہ اپنے گھروں میں سے یہ دجالی اور شیطانی آلات بکال باہر کریں یا کم از کم اپنے معصوم بچوں کی پہنچ سے دور رکھیں۔ گھروں میں باقاعدگی سے یہ تعلیم دیں۔

## ﴿انتظار کے لمحات﴾

وہ مقامات جہاں آپ کو انتظار کرنا ہوتا ہے، ان لمحات کے لیے آپ تیاری کر کے جائیں اور ان لمحات اور اوقات کو اپنی بہتری کے لیے استعمال کریں۔ انتظار کے لمحات کو سزا سمجھنے کے بجائے ان سے بھر پور فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ آپ اپنے پاس انتظار کے ان لمحات کو استعمال کرنے کے لیے فہرست بنالیں۔ مطالعے کے لیے اپنے کتاب رکھیں۔ اذکار، استغفار اور تسبیحات کا معمول ان اوقات میں پورا کریں۔ اپنے نیٹ ورک کے افراد کی فہرست بنالیں، جنہیں آپ ایسے موقع پر فون کر سکتے ہیں یا ان اوقات میں آپ ای میل کا جواب دے سکتے ہیں، جواب تک آپ کے سر پر بوجھ بی ہوئی ہیں۔

مولانا مفتی محمد داير  
پنج پارٹی مفتی المذاہب حنفیہ بخاری  
مولانا مفتی محمد حسین  
امارات اسلامیہ سرگزانتیہ بخاری  
پانچ پارٹی مفتی المذاہب حنفیہ بخاری

# دینی مسائل

﴿فلم ياكانا اپ لوڈ کرنے کی اجرت﴾

سوال: میموری کارڈ میں گانے یا فلم بھرو کر پسے کمانا حلال ہے یا حرام۔  
الجواب وبالله التوفيق:

شرعی اعتبار سے جو چیزیں خالص معصیت اور گناہ ہیں ان پر اجرت لینا یا فروخت کرنا ناجائز ہے اور جس طرح گناہ کرنا حرام ہے اسی طرح گناہ کے کام میں تعاوون بھی حرام ہے۔  
گناستنا یا فلم دیکھنا پونکہ حرام ہے اس لیے فلم دکھانا یا استنسنے کے لیے گانا اپ لوڈ کروانا بھی حرام ہے اور اپ لوڈ کرنے پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے لہذا اس سے احتراز ضروری ہے۔ اس کے مقابلے میں نعمت، تلاوت اور اصلاحی تقاریر اپ لوڈ کر کے اجرت لینا جائز ہے۔

والدلیل علی ذالک:

﴿وَتَعَاوُنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدُوَّاِن﴾ [آلہائے ۲: ۲۰۶]  
﴿لَا يجوز الاستييجار على الغناء والنوح وكذا سائر الملاهي لانه استييجار على المعصية والمعصية لا تستحق بالعقد﴾ [الہدایہ ۳: ۳۰۶]

﴿قرض مال پر زکوٰۃ﴾

سوال: ایک آدمی کرانے پر گھر لینے کے لیے مالک مکان کو ساختھ، ستر ہزار یا زیادہ روپے بطور بیشگی دیتا ہے کیا ان روپوں پر زکوٰۃ وغیرہ کے شرعی احکام ہوں گے یا نہیں۔  
الستفی: ابن عبد اللہ

الجواب وبالله التوفيق:

شریعت مطہرہ نے ہر اس مال پر زکوٰۃ فرض کیا ہے جو مال نامی، کسی کی ملکیت میں ہو اور اس پر ایک سال گزر جائے اور وہ نصاب تک پہنچتا ہو۔ ملکیت چاہے حقیقی ہو یا حکمی، حقیقی جیسے کسی کے قبضہ میں اس کا اپنا مال ہو اور حکمی یہ کہ اس کے پاس قوئے ہو لیکن اس کا کسی پر دین (قرض) ہو اور وہ شخص اس قرض کا اقرار کر رہا ہو اور مالک کو وہ قرض ملنے کا قوی امید بھی ہو۔

صورت مسئولہ میں چونکہ مالک مکان کو سامنہ یا ستر ہزار روپے بطور پیشگی دینا ایسا قرض ہے جس کی واپسی کی امید بھی ہے اور مالک مکان اس سے انکار بھی نہیں کر رہا۔ لہذا اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ جتنے سال اس کے پاس یہ مال ہے ان سالوں کا زکوٰۃ دینا بھی واجب ہے۔  
والدلیل علی ذالک:

**﴿واعلم ان الديون ثلاثة عند الامام: قوى ومتوسط وضعيف (فتجب) زكاتها اذا تم نصاباً وحال الحال لكن لا فوراً بل (عند قبض اربعين درهماً من الدين) القوى كقرض وبديل التجارة﴾** [رد المحتار على الدر: ۲۰۵/۲]

**﴿ورواية الاصل الديون ثلاثة: دين قوى وهو بدل مال التجارة والقرض--- في الدين القوى تجب الزكوة اذا حال الحال ويترافق الاداء الى ان يقبض اربعين درهما﴾** [قاضي حان: ۲۲۲/۱]

**﴿بیوی کو بہن کہنے سے طلاق یا ظہار کا مسئلہ﴾**

سوال: دو آدمیوں کے درمیان جھگڑا ہوا ایک نے کہا کہ میں نے تم سے صلح کر لیا تو میں اپنی بیوی کو بہن رکھوں گا اور پھر کچھ دن بعد صلح کر لیا۔ اب اس آدمی پر ان الفاظ کے ذریعے کہ ”کہ مارو غہ او کرہ نو خہ به خپله بیخہ خور ساتم“ سے ظہار یا طلاق واقع ہوتا ہے یا نہیں اور ان الفاظ سے قسم تو واقع نہیں ہوتا۔ المستحب: ظہار اللہ الجواب وبالله التوفيق:

شریعت مطہرہ کی رو سے اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی مشابہت اپنی محمات ابدیہ میں سے کسی سے دے تو یہ ظہار ہو گا، لیکن اسکے لیے شرط یہ ہے کہ حرف تشییہ استعمال کی گئی ہو۔ اگر حرف تشییہ استعمال نہیں کی گئی تو یہ کہنے والے کی نیت پر موقوف ہو گا کہ اس کی نیت ان الفاظ سے کیا ہے۔

صورت مسئولہ میں یہ الفاظ کہ ”اپنی بیوی کو بہن رکھوں گا“ بھی اسی قسم کے الفاظ سے ہیں کہ حرف تشییہ کے بغیر اپنی بیوی کو بہن کہا گیا ہے۔ اگر اس میں کہنے والے نے طلاق کی نیت کی ہو تو صلح کرنے سے ایک طلاق باس واقع ہو جائے گی، جس کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے، حالانکہ مذکورہ شخص نے طلاق کو معلق کیا تھا لیکن چونکہ اس نے صلح کیا لہذا طلاق واقع ہو گئی ہے۔ اور اگر طلاق کی نیت نہیں ہے تو نہ طلاق واقع ہو گا نہ ظہار، کیونکہ ظہار کے لیے حروف تشییہ کا ہونا ضروری ہے حالانکہ مذکورہ کلام میں کوئی حرف

تشییہ نہیں اور نہ حلف کی صورت بن سکتی ہے کیونکہ اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو باتفاق ائمہ یہ کلام لغو ہے۔  
والدلیل علی ذالک:

﴿فَعِلْمَ أَنَّهُ لَا بُدُّ فِي كُونِهِ ظَهَارًا مِنَ التَّصْرِيحِ بِأَدَاءِ التَّشْبِيهِ شَرِيعًّا﴾ [البحر الرائق: ٢/٩٨]  
 ﴿فَقَدْ صَرَحَوا بِأَنَّ قَوْلَهُ لِزَوْجِهِ يَا أَخِيهِ مُكْرَهًا وَفِيهِ حَدِيثٌ رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُولُ لِأَمْرَأَتِهِ يَا أَخِيهِ فَكَرِهَ ذَلِكَ وَنَهَا عَنْهُ--- وَلَوْلَا هَذَا الْحَدِيثُ لَامْكَنَ إِنْ يَقَالُ هُوَ ظَهَارًا--- لَكِنَّ الْحَدِيثَ أَفَادَ كُونَهُ لَيْسَ ظَهَارًا  
 حِيثُ لَمْ يَبْيَنْ فِيهِ حَكْمًا سُوِّيَ الْكَرَاهَةُ وَالنَّهْيُ﴾ [رد المحتار: ٢/١٥٠]  
 ﴿وَإِنْ نَوِي بِأَنْتَ عَلَى مُثْلِ أَمِي أَوْ كَامِي--- بَرَ أَوْ ظَهَارًا أَوْ طَلاقًا صَحْتَ نِيَتَهُ  
 وَقَعَ مَانُوَاهَ لَانَهُ كَنْيَةٌ وَإِنْ لَمْ يَنُو شَيْئًا أَوْ حَذَفَ الْكَافَ لِغَالَانَهُ مجْمِلٌ فِي حَقِّ  
 التَّشْبِيهِ﴾ [رد المحتار: ٢/١٠٠]

### ﴿آجَ كُلَّ سَيِّدُوْنَ كُوزَكُوَّةَ دِيَنَا﴾

سوال: باچالوگوں کو زکوہ دینا جائز ہے یا ناجائز کیونکہ پہلے تو بیت المال سے ان کی کفالت ہو اکرتی تھی۔  
 اس زمانے میں چونکہ بیت المال نہیں تو اگر باچا (سید) مسکین ہو تو زکوہ لینا اس کے لیے جائز ہے یا نہیں اور  
 اگر وہ انتہائی مفلس ہو اور کوئی دوسرا ذریعہ نہ ہو تو کیا حکم ہے۔ مستفتی: مولانا محمد ولی  
 الجواب وبالله التوفيق:

مال زکوہ لوگوں کے اموال کا میل ہے اور بنی ہاشم اور سید بنی کریم ﷺ کا قبیلہ ہونے کی وجہ سے  
 عزت و احترام کا قابل ہے۔ لہذا ان لوگوں کو اپنے مال کا میل دینا ان کی بے احترامی ہے جو کہ ناجائز ہے۔  
 اگر کوئی شخص واقعی سید ہے اور خاندان بنی ہاشم یعنی حضرت علیؑ، حضرت عباسؓ، حضرت جعفرؑ، حضرت  
 عقیلؑ اور حضرت حارثؓ بن عبدالمطلب کی اولاد میں سے ہو تو اس کو زکوہ دینا جائز نہیں بلکہ صاحب حیثیت  
 لوگوں کو چاہیے کہ ان کو تختے تھائے اور نقلی صدقات دے کر ان کا بوجھ ہلکا کرے۔ البتہ اگر کوئی شخص ان  
 حضرات میں سے کسی کی اولاد نہ ہو جیسا کہ آج کل لوگ کسی بزرگ کی اولاد کو ”میاں“ اور ”باچا“ کہتے ہیں  
 تو ایسا شخص اگر فقیر ہے تو اس کے لیے زکوہ لینا جائز ہے۔

اگر کبھی ایسی اضطراری حالت ہو کہ سید مسکین سوال کرنے اور گداگری پر مجبور ہو جائے تو چونکہ یہ  
 کام زکوہ لینے سے زیادہ بے احترامی ہے لہذا اس صورت میں ان کو زکوہ دینا جائز ہے تاکہ وہ گداگری اور در

بدر سوال کرنے کی ذلت سے بچ جائے۔ اسی کی طرف بعض متأخرین علماء کا رجحان بھی ہے۔  
والدلیل علی ذالک:

﴿وَلَا يُدْفَعُ إِلَى بْنِي هَاشِمٍ وَهُمْ أَلْ عَلَىٰ، وَأَلْ عَبَّاسٍ، وَأَلْ جَعْفَرَ، وَأَلْ عَقِيلَ، وَأَلْ حَارِثَ بْنَ عَبْدِ الْمَطْبَبِ﴾ [الہندیہ: ۱/۱۸۹]

﴿وَهَذَا فِي الواجبات كَالذِكْرَ وَالنذر وَالكُفَّارات فَإِمَامَ التَّطْوِعِ فِي جُوزِ الصِّرَافِ إِلَيْهِمْ﴾ [الہندیہ: ۱/۱۸۹]

﴿وَقَالَ الطَّحاوِيُّ وَقَدْ اخْتَلَفَ أَبْنَى حَنِيفَةُ فِي ذَالِكَ: فَرُوِيَ عَنْهُ أَنَّهُ قَالَ: لَا يَبْسُطُ بِالصِّدَّقَاتِ كَلَّهَا عَلَى بْنِي هَاشِمٍ وَذَهَبَ فِي ذَالِكَ عِنْدَنَا إِلَى أَنَّ الصِّدَّقَةَ أَنْهَا كَانَتْ حُرْمَةً عَلَيْهِمْ مِنْ أَجْلِ مَا جَعَلَ لَهُمْ فِي الْخِمْسَةِ مِنْ سَهْمِ ذُو الْقَرْبَى فَلِمَا انْقَطَعَ ذَالِكَ بَيْوَتُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَلَّ لَهُمْ بِذَالِكَ مَا قَدِرُوا مَحْرَمًا﴾ [شرح معانی الآثار: ۲۳۲/۱]

﴿وَرُوِيَ أَبُو عَصْبَةَ عَنْ أَبِي حَنِيفَةَ أَنَّهُ يَجُوزُ دُفَعُ الزَّكُورَةِ إِلَى الْهَاشِمِيِّينَ كَانَ لَا يَجُوزُ فِي ذَالِكَ الْوَقْتِ لِسُقُوطِ خَمْسِ الْخِمْسَةِ﴾ [البنياۃ شرح الہدایہ: ۲/۲۰۳]

﴿قَالَ الشَّيْخُ الْمَفْتَقُ مُحَمَّدُ فَرِيدٌ: قُلْتُ لَوْ أَضْطَرْتُهُ إِلَى السُّؤَالِ لَكَانَ ذُلُّ اخْذِ الزَّكُورَةِ أَهُونَ مِنْ ذُلُّ السُّؤَالِ، عَلَى أَنَّ الْأَوْسَاخَ لَيْسَ بِأَنْجَاسٍ فَلَوْ افْتَقَ الْمَفْتَقُ بِنَادِرِ الرَّوَايَةِ عَنْدَ الْفَرْدَوْرَةِ لَمْ يَكُنْ بِعِهِ أَعْنَ الْأَصْوَلِ﴾ [منهاج السنن: ۳/۱۶۹]

﴿قَالَ الدَّكْتُورُ وَهْبَةُ الزَّحْبَلِ: وَاعْطَاءُهُمْ حِينَئِذٍ أَفْضَلُ مِنْ عَطَاءِ غَيْرِهِمْ﴾

[الفقه الاسلامی وادله: ۲/۸۸۲]

﴿قَالَ الشَّيْخُ أَنُورُ شَاهُ الْكَشْمِيرِيُّ: "جَازَ دُفَعُ الزَّكُورَةِ آلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" عِنْدَ فَقْدَانِ الْخِمْسَةِ فَإِنْ فِي الْخِمْسَةِ حَقْمَهُ فَإِذَا مَا يُوجَدُ صَحُ صَرْفُهَا إِلَيْهِمْ﴾ [فیض الباری: ۳/۵۲]

قال الشیخ المفتق محمود حسن اللگوہی: جو سادات اس قدر حاجت مند ہوں کہ گزار کرنے کے لیے بھیک مانگنے پر مجبور ہو جائیں، ان کے حق میں حنفیہ میں سے امام طحاوی اور شافعیہ میں سے امام رازیؓ اور ابن تیمیہ وغیرہم نے زکوٰۃ کو درست قرار دیا ہے کہ زکوٰۃ لینے میں جس قدر ان کے احترام پر زد پڑتی ہے۔ اس سے زیادہ تر بھیک مانگنے میں ہے، یہ سب کی نگاہوں میں بڑی ذلت ہے۔ اس بڑی ذلت سے بچانے کے لیے اگر ان کو زکوٰۃ دے دی جائے تو یہ اہون ہو گا۔ [فتاویٰ محمودیہ: ۹/۵۲۰]

## فکر و دانش

أَنْشُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُثُمٌ مُّؤْمِنِينَ

تم پسی خالب ریوگے اگر تم "مومن" ہو!  
مگر کیسے "مومن"؟

## ادارہ

"خدا کی راہ میں کام کرنے والوں کو عالی طرف اور فراخ حوصلہ ہونا چاہیے، ہمدر خلاف اور خیر خواہ انسانیت ہونا چاہیے، کریم انفس اور شریف الطبع ہونا چاہیے، خوددار اور خوگیر قیامت ہونا چاہیے، متواضع اور منکر المزاج ہونا چاہیے، شیریں کلام اور نرم خوب ہونا چاہیے۔۔۔ وہ ایسے لوگ ہونے چاہئیں جن سے کسی کو شر کا اندریشہ نہ ہو اور ہر ایک اُن سے خیر خواہی کا متوجہ ہو۔۔۔ جو اپنے حق سے کم پر راضی ہوں اور دوسروں کو اُن کے حق سے زیادہ دینے پر تیار ہوں۔۔۔ جو برائی کا جواب بھلانی سے دیں یا کم از کم برائی سے نہ دیں۔ جو اپنے عیوب کے معرف اور دوسروں کی بھلانی کے قدر داں ہوں۔۔۔ جو اتنا برا دل رکھتے ہوں کہ لوگوں کی کمزوریوں سے چشم پوشی کر سکیں، قصوروں کو معاف کر سکیں، زیادتیوں سے درگزر کر سکیں اور اپنی ذات کے لیے کسی سے انتقام نہ لیں۔۔۔ جو خدمت لے کر نہیں، خدمت کر کے خوش ہوتے ہوں۔ اپنی غرض کے لیے نہیں، دوسروں کی بھلانی کے لیے کام کریں۔۔۔ جو ہر تعریف سے بے نیاز اور ہر خدمت سے بے پرواہو کر اپنا فرض انجام دیں اور اللہ کے سوا کسی کے اجر پر نگاہ نہ رکھیں۔۔۔ جو طاقت سے دبائے نہ جا سکیں، دولت سے خریدے نہ جا سکیں، مگر حق اور راستی کے آگے بلا تامل سرجھ کا دیں۔۔۔ جن کے دشمن بھی ان پر بھروسہ رکھتے ہوں کہ کسی حال میں ان سے شرافت و دیانت اور انصاف کے خلاف کوئی حرکت سرزد نہیں ہو سکتی۔

یہ دلوں کو موهہ لینے والے اوصاف ہیں۔ ان کی کاث تلوار کی کاث سے بڑھ کر اور ان کا سرمایہ سیم وزر کی دولت سے گراں تر ہے۔ کسی فرد کو یہ اخلاق میسر ہوں تو وہ اپنے گرد و پیش کی آبادی کو مسخر کر لیتا ہے۔ لیکن اگر کوئی جماعت ان اوصاف کی حامل اور ان سے متصف ہو اور پھر وہ کسی مقصد عظیم کے لیے منظم سعی بھی کر رہی ہو تو ملک کے ملک اُس کے آگے مسخر ہوتے چلے جاتے ہیں، حتیٰ کہ دنیا کی کوئی طاقت اُس کو شکست دینے میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔"

## اخبار و احوال

### جامعہ و ملحقہ شعبہ جات کے معمولات و سرگرمیاں

انہنیں شمس الفق آفیر یدی

#### جامعہ تبلیغ القرآن

#### ہفتہ وار درس قرآن سلسلہ:

جامعہ سے ملحقة مساجد و مدارس میں رکیس جامعہ محترم حضرت مولانا مفتی محمد ایاز صاحب کا ہفتہ وار درس قرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے اس ضمن میں 28 اکتوبر 2015ء بروز بدھ بعد از نماز عشاء حادی ملک محمد ارشد صاحب کی دعوت پر محترم حضرت مفتی صاحب نے جامع مسجد مدینی سعید آباد میں درس قرآن دیا۔ نائب رکیس جامعہ ڈاکٹر حشمت علی صافی بھی حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ تھے اور بعد میں مسجد کے انتظامی امور کے بارے میں میئنگ بھی ہوئی۔

11 دسمبر 2015ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب جوڑہ ملک عبدالباسط اتحاد روڈ میں محترم مفتی صاحب نے ہفتہ وار درس قرآن دیا۔

#### دوروزہ تصحیح نماز کورس:

مرد حضرات کی اصلاح کے ساتھ ساتھ اصلاح خواتین بھی جامعہ کی اولین ترجیح رہی ہے۔ اسی مناسبت سے 2،3 نومبر 2015ء کو نائب رکیس جامعہ مولانا ڈاکٹر حشمت علی صافی صاحب نے خواتین کے لیے تصحیح الفاظ نماز کورس پڑھایا جسمیں نماز کے الفاظ و معنی اور طریقہ ادائیگی پر تفصیلی گفتگو کی، اس کورس کافی تعداد میں خواتین نے شرکت کیں۔

#### دوروزہ مسائل اور احکام اذان و اقامت کورس:

4،5 نومبر 2015ء بعد از نماز عشاء جامعہ میں مولانا مفتی ضیاء الحق صاحب نے طباء والل علاقہ کے لیے آذان و اقامت کے مسائل و احکام پر مشتمل کورس پڑھایا جس میں کافی تعداد میں لوگوں نے حصہ لیا۔

#### معلمات و رکشاپ:

6 نومبر 2015ء کو جامعہ میں ”تریبیت کیوں اور کیسے“ کے عنوان پر معلمات و رکشاپ منعقد کیا گیا جسمیں معلمات کو بچوں کی تربیت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو ہوئی۔

## یوم والدین:

7 نومبر 2015ء کو جامعہ میں یوم والدین کے موقع پر فاضلہ دینیات کورس و ترجمہ کلاسز کی طالبات کے والدین کو مد عکیا گیا تھا ساتھ ہی امتحانی نتائج کا اعلان کیا اور پوزیشن لینی والی طالبات کو انجامات بھی دیئے گئے۔

## اصلاحی بیان:

12 نومبر 2015ء کو رئیس جامعہ محترم حضرت مفتی صاحب نے خواتین کو اصلاحی بیان کیا جسمیں کثیر تعداد میں طالبات و عام خواتین نے شرکت کیں۔

10 دسمبر 2015ء بروز جمعرات بعد نماز عصر نائب مفتی جامعہ مفتی محمد حسین صاحب نے خواتین کو ”خواتین کے دینی مسائل“ کے عنوان پر بیان کیا۔

## ختم قرآن پاک:

- 15 نومبر 2015ء کو مدرسہ حفصہ للبنات گل آباد میں ختم قرآن کے موقع پر رئیس جامعہ حضرت محترم مفتی صاحب نے اختتامی بیان و دعا فرمائی جبکہ حضرت مفتی صاحب کے ہمراہ مولانا عبد الباری صاحب اور حاجی پرویز صاحب بھی ہمراہ تھے۔

- 26 نومبر 2015ء کو جامعہ بنات مدرسہ میں ختم قرآن کے موقع پر رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب نے اختتامی بیان اور دعا کیا۔ اس کے بعد معلمات نے فارغ شدہ طالبات کی چادر پوشی کی۔

- 6 دسمبر 2015ء بروز اتوار مدرسہ عائشہ صدیقہ للبنات گل آباد میں محمد حامد بھائی کی دعوت پر ان کے مدرسہ میں ختم قرآن کے موقع پر محترم قاری محمد ایاز صانی صاحب نے ”فضیلت و اہمیت قرآن“ کے موضوع پر مفصل بیان کیا جبکہ راقم الحروف بھی قاری صاحب کے ہمراہ تھے۔

- 19 دسمبر 2015ء کو حاجی نیاز علی صاحب کی دعوت پر افغان کالونی میں جامعہ کی ایک معلمہ نے تقریباً 9 سال میں خواتین کا ہفتہ وار درس اختتام تک پہنچایا تھا، ختم قرآن کے موقع پر رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب نے مفصل بیان کر کے اختتامی دعا کی۔

- 27 دسمبر بروز اتوار دن 10 بجے خواتین درس قرآن اختتام کے موقع پر قاری عبد الرب صاحب کی دعوت پر حضرت مفتی صاحب اور امیر طلبہ گل محمد ادارہ تبلیغ القرآن فقیر آباد چلے گئے جہاں پر اختتامی بیان اور دعا ہوا۔

- 27 دسمبر بعد از نماز عصر مولانا عبد الہادی صاحب اور جناب ناصر اقبال صاحب کی دعوت پر حضرت مفتی صاحب کا پچوں کے ناظرہ ختم کے حوالے سے مدرسہ دار ار قم حسین ٹاؤن میں بیان ہوا اور دستار بندی کی۔  
**رپورٹس کی تیاری:**

سال 2015ء کے اختتام پر جامعہ کے تمام ذیلی شعبہ جات نے پورے سال کی کار کردگی اور آئندہ سال کے لائجہ عمل کے لیے اپنے اپنے رپورٹس تیار کر کے امیر اعلیٰ کو پیش کیے۔ اس ضمن میں ان شعبہ جات کی کار کردگی کا جائزہ لے کر آئندہ سال کا لائجہ عمل تیار کیا جائے گا۔

### اسلام آباد سینیٹار شرکت اور جامعۃ الرشید کراچی کے علماء سے ملاقات:

جامعۃ الرشید کراچی کے ذیلی ادارہ CPRD کے زیر انتظام 22 دسمبر کو (Embassy Lodge) ہوٹل اسلام آباد میں ”فیلی بنس اور شرکت داری“ کے موضوع پر منعقدہ سینیٹار کے لیے حضرت مفتی صاحب، امیر اعلیٰ صاحب، یوسف ظفر صاحب اور عادل شاہ صاحب نے شرکت کی۔ اس موقع پر جامعۃ الرشید کے رئیس مفتی عبدالرحیم صاحب، مفتی سید عدنان کا خلیل صاحب، مفتی محمد حسین خلیل صاحب اور راجہ عبدالعزیز صاحب سے ملاقات ہوئی۔

### آگ بھانے کے آلات کی تھیسیب:

جامعہ کی انتظامیہ جامعہ کی بیلڈنگ کو بہتر بنانے کے لیے ہر وقت کوشش رہتا ہے۔ اس غرض سے جامعہ کی پہلی منزل اور لا بھری میں آگ بھانے کے آلات نسب کئے گئے تاکہ ہنگامی حالات میں آگ پر قابو پایا جاسکے۔

### درس نظامی

### شعبہ علماء و طلباء احتجاس:

4 دسمبر 2015ء کو رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب کی زیر صدارت شعبہ علماء و طلباء کا ماہانہ اجلاس منعقد ہوا اور مفتی صاحب نے عصر حاضر میں علماء و طلباء کی ذمہ داریوں پر مفصل گفتگو کی۔

### سپورٹس ڈے:

طلبہ کے لیے ہم نصابی سرگرمیوں میں ایک دن کھیل کے لیے بھی ہے۔ سال میں ایک دفعہ طلباء میں کھیل مقابلہ ہوتا ہے۔ رواں تعلیمی سال سپورٹس ڈے 19 نومبر کو ہوا، اساتذہ کی گمراہی میں مقابلہ ہوئے۔

## بزم ادب معتابہ:

زبان کی طاقت مسلم ہے لیکن کم ہی لوگ اس کی صحیح استعمال جانتے ہیں۔ اس استعداد کو سنبھالنے کے لیے جامعہ میں ماہانہ بزم ادب مندک کیا جاتا ہے۔ اس دفعہ بزم مقابلہ کی ترتیب تبدیل کر دی گئی۔ یہ مقابلہ تین مرحلے میں ہوا۔ پہلے مرحلہ میں کلاس کی سٹپ پر مقابلہ ہوا۔ اس میں تین، تین طلبہ ہر کلاس میں منتخب ہوئے۔ پھر 6 ستمبر کو ایک اجتماعی بزم ادب کا انعقاد ہوا جس میں منتخب طلبہ میں جامعہ کی سٹپ پر مقابلہ ہوا۔ طلبہ نے عربی، اردو اور پشتو میں تقاریر کی۔ اجتماعی بزم میں منتخب تین طلبہ اعزازی طور پر یوم سپورٹس ان کے موقع پر تقریر کریں گے۔

## مطالعاتی دورہ:

علم کی پیاس کتائیں بھاجتی ہے۔ اس ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے جامعہ ہر سال ایک مطالعاتی دورہ منعقد کرتا ہے۔ اس مطالعاتی دورہ کا مقصد طلبہ میں وسعت نظری، تحقیق و ججوہ اور علم کی دنیا میں دیگر اداروں اور کتب خانوں سے روشناس کرنا ہوتا ہے۔ اس مرتبہ مطالعاتی دورہ 13 دسمبر کو معہد امام ابو حنیفہ ناولن پشاور کا ہوا، معہد کے ڈائریکٹر مولانا ذاکر ظاہر شاہ صاحب نے طلباء کی میزبانی کی اور طلبہ کو تمام معہد، لا بصری اور مختلف شعبہ جات کا وزٹ کرایا۔

## چار ماہی امتحان اور چھیان:

26 دسمبر سے درس نظامی کے طلبہ اور طالبات کا تقریری و تحریری امتحان ہوا۔ 31 دسمبر سے چھیان اور پھر 6 جنوری کو دوبارہ سابق شروع ہو گئے۔

## مفتالہ نگاری کلاس:

قلم دل کا ترجمان کہلاتا ہے۔ قلم کے ذریعے تحریر کی لوگ اپنا پیغام اچھے طریقے سے لوگوں کو منتقل کرتے ہیں۔ اس لیے طلبہ کے اس استعداد کو نکھرانے کے لیے جامعہ کے نائب مفتی، مفتی محمد حسین صاحب نے 6 دسمبر کو تمام طلبہ کو مقالہ اور ضمنون نگاری کے حوالے سے کلاس پڑھائی۔

## تحریری معتابہ:

جامعہ کی طرف سے ہر سال طلبہ کا تحریری مقابلہ کیا جاتا ہے جس میں ان کو عنوان حوالہ کیا جاتا ہے۔ طلبہ مضامین اور مقالہ جات لکھ کر انتظامیہ کو حوالہ کرتے ہیں۔ مقابلے میں پہلے نمبر پر آنے والے طلبہ کو انعامات دیے جاتے ہیں۔ حسب سابق امسال بھی تحریری مقابلہ کے لئے طلبہ کو دو عنوان ”جامعہ تبلیغ القرآن، تعارف، مقاصد اور خدمات“ اور ”سیرت النبی ﷺ کی اہمیت، ضرورت اور سیرت کی اقسام“ دیے گئے۔

## تبليغ القرآن تعليمي سوسائٹی

### نداء اطفال:

سوسائٹی نے پچوں میں مطالعے کا ذوق پیدا کرنے اور تعلیمی، فکری اور اخلاقی تربیت دینے کی غرض سے چار ماہی اخبار ”نداء اطفال“ کا اجراء کیا ہے۔ جو مختلف قسم کے دلچسپ اور سبق آموز مضامین پر مشتمل ہوتا ہے۔ دسمبر 2015ء کو ”نداء اطفال“ کا دوسرا شمارہ شائع ہو کر تمام پچوں، بچیوں اور ذیلی شاخوں میں تقسیم ہوا۔

### مدرسین احلاس:

7 دسمبر 2015ء کو شعبہ اطفال کے مدرسین کا اجلاس ہوا جس میں سوسائٹی کے انچارج مولانا قاری لقمان احمد نے پچوں کی تعلیمی و اخلاقی پہلو کی بہتری کے حوالے سے بات کی اور تعلیمی کارکردگی کا جائزہ لیا۔

### مدارس دورہ حبات:

نومبر دسمبر 2015ء میں نائب رئیس جامعہ مولانا اکٹھ حشمت علی صافی اور نگران تبلیغ القرآن تعليمی سوسائٹی جانب قاری لقمان احمد صاحب نے تبلیغ القرآن تعليمی سوسائٹی کے نظام میں زیاد بہتری لانے کے لیے جامعہ کے مندرجہ ذیل ذیلی شاخوں اور مدارس کے دورے کئے۔

- (۱) مدرسہ تعلیم القرآن میاں گھر (۲) مدرسہ تعلیم القرآن کالونی (۳) ادارہ تعلیم القرآن والنتہ فقیر آباد (۴) مدرسہ دارالرقم حسین ناون۔

### تنظيمی سرگرمیاں

### شب مذاکرہ:

جامعہ اپنے شعبہ منظمه کے لیے اصلاحی، فکری و تحریکی تربیت کے لیے مختلف پروگرامات کا انعقاد کرتی رہی ہے۔ ان میں سے ایک اصلاحی نشست شب مذاکرہ ہے جو 3 دسمبر 2015ء کو بعد از نماز عشاء منعقد کی گئی۔ جس میں نائب رئیس جامعہ مولانا حشمت علی صاحب نے تمہیدی کلمات ادا کیے اور رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب نے تربیت و اصلاح، دعوت و اقامت دین کی اہمیت و طریقہ کارپر تفصیلی گفتگو کی اور آخر میں انفرادی معمولات کی نشست بھی ہوئی۔ یہ مجلس شب مذاکرہ رات 1 بجے تک جاری رہی۔

### تربيٰقي کلاس:

شعبہ تنظیم کی طرف سے ارکان کی تنظیمی، تحریکی، فکری و دعوتی تربیت کے لیے مختلف پروگرامات کا انعقاد کرتی ہے، اس مضمون میں 11 دسمبر 2015ء بعد نماز جمعہ چوتھی ارکان تربیتی کلاس کا انعقاد کیا گیا جس

میں رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب نے گلری تربیت و عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق دعوت و اقامت دین پر تفصیلی گفتگو کی۔

### چھتادوماہی ناظمین احبل اس:

27 نومبر 2015ء بروز جمعہ بعد نماز مغرب حسین ٹاؤن مدرسہ دارالرقم میں شعبہ تنظیم کا اس سال کا چوتھا دو ماہی ناظمین اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں خاص طور پر تنظیم کا سالانہ لاجہ عمل 2016ء کے لیے ناظمین صاحبان سے مشورہ و آراء طلب کئے گئے۔ شرکاء اجلاس کے لئے یونٹ "حسین ٹاؤن" نے ظہرانے کا اہتمام کیا تھا۔

### مختلف سرگرمیاں

#### نماز جنازہ شرکت:

- 30 اکتوبر 2015ء کو دارالعلوم تھانیہ اکوڑہ خنک کے شیخ الحدیث ڈاکٹر مولانا شیر علی شاہ صاحبؒ کی وفات پر انگلی نماز جنازہ میں شرکت کی۔
- دسمبر کو علی زریونٹ کے ناظم مالیات لطیف بھائی کی والدہ وفات پاگئی اُن کو تدفین اور جنازہ میں تمام ارکان اور رئیس و نائب رئیس نے شرکت کی۔
- 23 دسمبر کو حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طیب طاہری صاحب کے فرزند ارجمند محمد یمان ٹریفیک حادثے میں وفات پاگئے۔ جو یقیناً ایک عظیم دردناک حادثہ تھا جس نے تمام مسلمانوں کو چبوڑ کر رکھ دیا اور توحیدیوں کو ہمیشہ کے لیے نہ بلا دینے والا زخم دیا۔ نماز جنازہ میں شرکت کے لیے رئیس جامعہ، نائب رئیس، مدرسین، طلبہ اور ارکان نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔
- اللہ تعالیٰ تمام مرحویں کو مغفرت فرمائ کر اپنے قرب میں جگہ دے اور پس اندگان کو صبر جیل عطا فرمائے خصوصاً حضرت شیخ طاہری اور اُن کے اہل خانہ کو صبر جیل عطا فرمائ کر اس کا بدلہ دنیا اور آخرت میں عنایت فرمائے۔ آمین

#### مہمان آمد:

- 21 نومبر 2015ء کو صوبائی وزیر پلیسیات خیر پختو نخواجناہ عنایت اللہ خان صاحب اور کریم محمد سعید صاحب نے جامعہ کا وزٹ کیا اور جامعہ کے مختلف دینی و فاقہ خدمات کو سراہا خصوصاً جامعہ کی صفائی اور لفتم و نق کے حوالے سے اچھے تاثرات قائم کئے۔

- 25 دسمبر کو ٹوب بلچستان کے مولانا عبد الکریم صاحب، ٹوب کے امیر اور دیگر ساتھی جامعہ تشریف لائے اور پھر تعزیت کے لیے دارالقرآن صوابی چلے گئے۔

- 11 دسمبر 2015ء بروز جمعہ قہانہ پہاڑی پوری کے S.H.O. جانب صدر رخان صاحب نے جامعہ کا وزٹ کیا اور جامعہ کے مختلف دینی و فناہی سرگرمیوں کو سراہا۔

### وفاق کافنرنس:

12 دسمبر 2015ء بروز ہفتہ جامعہ امداد العلوم درویش مسجد صدر میں وفاق المدارس کے منعقدہ کافنرنس میں حضرت مولانا مفتی محمد ایاز صاحب و حضرت مولانا شمس الہادی صاحب نے شرکت کی۔

### ملافات آتیں:

- 28 دسمبر بروز پیر حضرت مفتی صاحب، نائب رئیس مولانا حشمت علی صافی اور نائب مفتی محمد حسین صاحب جامعہ عثمانیہ گئے۔ وہاں صوبائی ناظم وفاق المدارس حضرت مولانا حسین احمد صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مدارس کے حوالے سے مختلف امور پر تبادلہ خیال اور جامعہ تبلیغ القرآن میں تدریب المعلیمین کو رس میں ناظم صاحب کو آنے کی دعوت دی گئی۔
- 29 دسمبر صبح رئیس جامعہ حضرت مفتی صاحب، نائب رئیس ڈاکٹر حشمت علی صاحب اور سلمان صافی صاحب شیخ طیب طاہری صاحب سے تعزیتی ملاقات کی غرض سے دارالقرآن پنج پیر گئے۔ تعزیت کے ساتھ ساتھ ان سے اور مولانا شمس الہادی صاحب سے مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوا۔
- دارالقرآن پنج پیر میں ملاقات کے بعد ڈاکٹر مولانا سراج الاسلام کے ہاں ہوئی مردان روانہ گئے۔ ان سے مشائخ کے بعض کتابوں پر تحقیق کے حوالے سے اور بعض دیگر امور پر تبادلہ خیال ہوا۔

خادم و یلفیئر سوسائٹی (KWS)

### خادم و یکیشنل سنٹر:

خادم و یلفیئر سوسائٹی معاشرہ میں نادار و یوہ خواتین کو ہنر سکھانے اور ان کی مالی استطاعت بڑھانے کے لیے ”خادم و یکیشنل سنٹر“ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس سلسلے میں 15 نومبر 2015ء کو نواں پنج (Batch 9th) کے کلاسز کا آغاز ہوا، جس میں 23 خواتین نے داخلہ لیا۔

## خادم فری میڈیکل کمپ:

خادم ویلفیر سوسائٹی کے زیر اہتمام 29 نومبر 2015ء کو بچوں، بیچوں کے لیے "خادم فری میڈیکل کمپ" منعقد کیا گیا۔ جس میں تقریباً 80 سے زائد غریب و نادار بچوں بیچوں کا مفت طبی معافہ کیا گیا اور مفت دوائیاں دی گئی۔ اس موقع پر ضلع ناظم پشاور جناب ارباب عاصم خان صاحب، ٹاؤن ون ناظم جناب زاہد ندیم صاحب، نائب ناظم ٹاؤن ون محمد شعیب بنگش صاحب اور دیگر سماجی و حکومتی عہدیدار ان نے وزٹ کیا اور اس سرگرمی کو سراہا۔

## خادم ممبر شپ مہم:

نومبر 2015ء میں خادم کے لیے سال 2016ء کے لئے ایک ممبر شپ مہم چلانی گئی جس میں 80 سے زائد افراد نے رضاکارانہ طور پر خادم ممبر شپ لے لی۔

## چوہے مار مہم:

11 دسمبر 2015ء، روز جمعہ خادم ویلفیر سوسائٹی اور WSSP کے باہمی اشتراک سے علاقہ یوسف آباد میں چوہے مار مہم چلانی گئی اور علاقہ میں مختلف مقامات پر چوہے مار داوی رکھی گئی۔

## خادم میٹنگ میٹنگ:

29 دسمبر بعد نماز مغرب خادم ویلفیر سوسائٹی کا کمیٹی میٹنگ بلا یا گیا جس میں بعض نئے عہدوں پر ساتھیوں کی تقری ہوئی۔ جزل سیکرٹری جناب فرقان صاحب، معاون چیئر مین سلمان صافی، فناں سیکرٹری انجینئرنگ کلام صاحب کو منتخب کیا گیا۔

## العلم ابجو کیشن سمیٹ (AES)

- خادم ویلفیر سوسائٹی کے پلیٹ فارم سے نومبر کو میڈیکل کمپ کا انعقاد ہوا۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے العلم ابجو کیشن سمیٹ نے والدین کی اکاہی و معلومات کے لیے رابطہ مہم کے طور پر بینا فلیکس لگائے اور کمپ کے دوران والدین کو سکول سے متعلق مختلف امور کی معلومات فراہم کیں۔ والدین کی طرف سے سکول کی کاوش کو سراہا گیا اور اس کے ساتھ بھرپور تعاون کا اظہار کیا گیا۔
- 16 نومبر کو امیر اعلیٰ محترم جناب مولانا حاشمت علی صافی صاحب نے کراچی میں Education Expo میں شرکت کی اور العلم ابجو کیشن سمیٹ کے لیے مختلف پبلشرز سے تدریسی مواد جمع کیا۔
- نومبر کے مہینے میں سکول کے امور سے متعلق مختلف رجسٹرات اور کاغذی مواد کا جائزہ لیا گیا اور اس میں کانٹ چھانٹ کی گئی۔

